حمائل شریف مترجم اردو

طول ۶ے انچ عرض ۳ے انچ - اس حمائل شریف کا ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب دہلوی کا ہے اعلیٰ درجہ کا کاغذ خوشخط خوشنما - ہر ایک پارہ علیحدہ علیحدہ صفحہ سے شروع ہوتا ہے - قیمت مجلد . . . . ۶/ عہ

حمائل شریف مترجم اردو

طول ۱۰۶ انچہ عرض ۳ے انچہ - اس حمائل شریف کا ترجمہ بھی شاہ عبد القادر صاحب دہلوی کا ہے اور شروع میں فہرست مضامین اور اخیر پر لغات القرآن قیمت عہ/

قرآن مجید ساده کاغذ سفید جلد انگریزی طول ۱۰ انچہ عرض ۶ انچہ حجم ۲۰۳ صفحہ قیمت ۱۳/

قرآن مجید ساده کاغذ سفید جلد چمڑه مرصع کار ۱۰ انچ × ۶ انچہ حجم ۳۱۲ صفحہ قیمت . . للعہ/

قرآن مجید " " " " " ۱۰ × ۱۶ " حجم ۵۰۰ صفحہ . . . . ۶/ عہ

قرآن مجید حمائی " " " " " " " ۶/ عہ

حمائل شریف مترجم اردو خنا شده " " ۵ × ۳ ۱۰ انچہ حجم ۵۲۷ صفحہ قیمت . . ۶/ عہ

قرآن مجید ساده کاغذ " " " " ۶۰ × ۱۶ ۱۰ انچہ حجم ۵۴۴ صفحہ قیمت للعہ/

قرآن مجید حمائی . . . . ۸/ للعہ

قرآن مجید ساده کاغذ سفید جلد چمڑه مرصع کار ۱۱ × ۷ ۱۰ انچہ حجم ۳۱۶ صفحہ قیمت . . ؟ . ۱/ عہ

قرآن مجید مترجم " " " ۶ انچہ " ۷۹۶ " . . . . سے
کاغذ مصری . . . . للعہ

پیارے نبی کے پیارے حالات

اس کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ کیسی پیاری کتاب ہے کوئی مسلمان نہیں جس کو اپنے پیارے نبی کے پیارے حالات سے سچی محبت اور پیار نہو اس کتاب میں آنحضرت صلعم کے حالات بابرکات ولادت سے وفات تک ایک ایسے عجیب ڈھنگ سے لکھے گئے ہیں کہ آجتک اسکی نظیر دنیا میں نہیں ملسکتی - شروع میں تمام انبیاء کے حالات مندرج ہیں اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ حالات کیوں مذکور فرمائے - اس کتاب کو کیسا ہی مخالف اسلام ایک دفعہ دیکھے ممکن نہیں کہ بے اختیار آنحضرت صلعم کی نبوت کی صداقت پر گواہی نہ دے اٹھے - بات بات میں آنحضرت صلعم کی نبوت کا ثبوت دیا گیا ہے اور توریت و انجیل و زبور سے جابجا بشارات ذکر کیگئی ہیں جو آنحضرت صلعم کے حالات سے صاف مطابقت کھاتی ہیں ایک دفعہ اس کتاب کو مطالعہ کر جاؤ - سارا قرآن کریم آپ کی سمجھ میں آ جائیگا بڑے بڑے علماء نے اتفاق کر لیا ہے کہ ایسی پیاری کتاب تاحال کہیں طبع نہیں ہوئی - ہر ایک مسلمان کو اسکا منگانا فرض ہے - اگر پسند نہ آئے تو واپسی کا اختیار ہے - اس سے بڑھکر اس کی عمدگی کا یقین اور کسطرح دلایا جا سکتا ہے قیمت جلد اول للعہ/ ۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آنکہ جز مہری نیاید اسم ذی النورین است

سر این معنے کہ می فہمد بجز عقل رسا

اس شعر کے لکھنے سے یہہ غرض ہے کہ اس کتاب میں خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالی کا ذکر ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے چوتھی جگہ شجرہ نسب میں جا ملتے ہیں۔ چنانچہ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلعم کے شجرہ نسب میں عبد مناف تک تین باپ ہیں اور حضرت عثمان رض کے چار باپ ہیں بعد حضرت علی کرم اللہ وجہ کے یہہ چہار خلیفہ میں سے بوجہ شجرہ نسب اقرب برسولخدا ہیں۔ اُن کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف تہیں اور اروی کی ماں ام حکیم بنت عبد المطلب ہیں یہہ قدیماً اسلام لائیں۔ اور حضرت عثمان رض کے ہمراہ بد ہجرت کیں۔ حضرت عثمان رض طایف میں بسال ششم عام فیل میں پیدا ہوئے۔

اُن کا اسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتہ پر ہے جب کہ اُن کی عمر ۳۹

سالہ یا ۳۳ سالہ تھی - اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم ابھی دار ارقم میں داخل نہ ہوئے تھے یہ پہلے شخص ہیں جو بعد حضرت ابو بکر رض اور حضرت علی رض اور زید بن حارثہ کے ایمان لائے تھے - آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو لیلیٰ تھی -

مناقب

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لقب ذو النورین سے مشہور اسلئے ہوئے - کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یعنے رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے آپکے نکاح میں آئی تھیں - علما کہتے ہیں کہ یہہ عزت و شرافت بجز حضرت عثمان رض کے اور کسی کو نہیں ملی - حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت صلعم نے جب ام کلثوم کو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھہ بیاہا فرمایا - تیرا شوہر اشبہ الناس ہے تیری جد ابراہیم علیہ السلام سے اور تیرے باپ محمد صلعم سے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رض حضرت اقدس محمد رسول اللہ کی خدمت میں تشریف لائے - حضرت صلعم کا زانو کھلا تہا اسکو چھپا لیا - کہا گیا کہ ابو بکر رض اور عمر رض اور علی رض آئے تو آپنے نہ چھپایا - فرمایا میں شرم کرتا ہوں اس سے جس سے فرشتے شرم کرتے ہیں - اس کو مسلم نے حضرت عائشہ سے مطولا بیان کیا ہے -

جابر کہتے ہیں کہ ایک شخص کا جنازہ حضرت اقدس کے پاس آیا - حضرت صلعم نے اسپر نماز جنازہ نہ پڑھی کسی نے عرض کی کہ آپ تو کسی جنازہ پر نماز ترک نہیں فرماتے فرمایا اَنَّہٗ کَانَ یَبْغُضُ عُثْمَانَ فَاَبْغَضَہُ اللّٰہُ کہ یہہ عثمان رض کے ساتھہ دشمنی رکھتا تھا - خدا نے اس کے ساتھہ دشمنی کی -

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں لشکر اسلام کو جسقدر سواری اور

نقد وجنس کی ضرورت پڑی تھی حضرت عثمان نے طیب نفس اور استرضار خدا کے لئے
مدد کی تھی - اس سبب سے سرور کائنات صلعم اول شب سے لیکر طلوع فجر تک فرماتے
رہے - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ رَضِیْتُ مِنْ عُثْمَانَ فَارْضِ عَنْهُ کہ اے مولا میں عثمان سے راضی
ہو گیا - تو بھی راضی ہو جا - پس اظہار رضا کے لئے اللہ تعالے نے یہہ آیت نازل
فرمائی - اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَائِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَیَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ
کیا وہ شخص جو فرمانبرداری کرتا ہے رات میں کھڑا ہو کر اور سجدے میں پڑ کر اور وہ
آخرت سے ڈرتا ہے - اور اپنے مربی کی رحمت کی طلب کرتا ہے (یہہ حضرت کی دعا کا انتہی)
اور حضرت دعا فرمایا کرتے تھے - کہ اے عثمان رض تیرے خداوند کریم گناہ معاف کرے
جو آگے کئے ہیں اور جو پیچھے کریگا - اور جو پوشیدہ کئے تو نے اور جو ظاہر کئے تو نے
اور جو تجھ سے قیامت تک ہونے والے ہیں -
پھر فرمایا کہ عثمان رض ایسا حیا والا ہے کہ اس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں -
حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ وہ شخص ہیں جنہوں نے مسلمانوں میں سے پہلی
حبشہ کی طرف معہ اپنی بیوی رقیہ ہجرت کی - آپ اکثر لڑائیوں میں ہمرکاب رسول خدا
صلعم رہے مگر جنگ بدر میں کہ آپ کی بیوی رقیہ بنت آنحضرت صلعم سخت بیمار تھیں
اور آنحضرت صلعم نے آپ کو مدینہ ہی میں ٹھیرنے کا حکم دیا تھا - چنانچہ وہ بیوی اس
مرض میں راہی ملک بقا ہوئی - بلکہ دیدار فیض آثار آنحضرت صلعم سے مشرف
نہ ہو سکیں - کیونکہ حضرت صلعم انیس روز کے بعد مدینہ میں رونق افروز ہوئے
تھے - حضرت صلعم نے حضرت عثمان کو حصہ دیا اور اُن کا اجر ثابت کیا - لہذا وہ
اہل بدر سے ہیں - جن کی نسبت آنحضرت صلعم نے جنت کی بشارت دی ہے -
اور بیعۃ الرضوان میں آنحضرت صلعم نے اُن کی بیعت اپنی ہاتھ سے لی ہے کیونکہ
حضرت صلعم نے صلح حدیبیہ کے وقت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ابو سفیان

اور شرفا قریش کے پاس روانہ فرمایا تھا۔ کہ وہ قریش کو کہیں کہ آنحضرت صلعم باراده
جنگ نہیں آئے۔ بلکہ وہ زیارت بیت اللہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جب حضرت عثمان رض
نے یہہ بات کہی تو قریش کہتے ہیں کہ تم اگر طواف کرنا چاہتے ہو تو بے شک کر لو۔ ہم
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہر گز اجازت نہیں دینگے۔ کہ وہ آکر طواف کریں۔
حضرت عثمان رض نے کہا کہ یہہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ میں بغیر اپنے حبیب رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے طواف کروں۔ قریش نے حضرت عثمان رض کا
یہہ خلوص دیکھ کر خفا ہو کر اُن کو گرفتار کر لیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو خبر پہنچی کہ حضرت عثمان رض شہید ہو گئے ہیں۔ اس خبر وحشت اثر کے
سنتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم اب لڑے بغیر نہیں
رہیں گے۔ اور اپنے مخالفوں کی خون گرائی بغیر واپس نہیں جائینگے۔ پھر بیعت کا حکم دیا
جو ایک درخت کے نیچے اسبات پر ہوئی کہ صحابہ کرام اقرار کریں کہ ہم اپنی جان دینگے
اور کفار کو قتل کرینگے۔ اور خود مر جائیں گے۔ مگر اس مقام اور مقابلہ سے نہ ٹلیں گے
جد بن قیس کے سوا سب لوگوں نے مرنے کی بیعت کی اس بیعت کو بیعت رضوان
کہتے ہیں جس کے لئے ید اللہ فوق ایدیھم کا ارشاد ہے۔ اس میں حضرت عثمان رض
موجود نہ تھے۔ اسلئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھہ حضرت عثمان رض کا
ہاتھہ فرض کر کے اپنے دوسرے ہاتھہ پر رکھا۔ اور ان کی طرف سے بیعت لی یہ بیعت
ختم نہ ہونے پائی تھی کہ حضرت عثمان رض کی خبر پہونچی کہ وہ قتل نہیں ہوئے بلکہ وہ
زندہ ہیں پھر قریش نے صلح کا پیغام بھیجا اور صلح ہو گئی۔

حضرت عثمان رض وہ شخص ہیں جنکو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ ہر ایک نبی کے لیے جنت میں رفیق ہونگے۔ میرا رفیق عثمان ہے۔ اور یہہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ عثمان ولیی فی الدنیا والاخرۃ کہ عثمان رض

دنیا اور آخرت میں میرا دوست ہے اور پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ
عثمان میزان کے نزدیک واجب النار ۷۰ ہزار آدمی کے شفیع ہونگے۔ اور یہہ بھی
فرمایا کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ جب مرینگے تو انپر ملائکہ السما نماز پڑھیں گے۔
حضرت عثمان وہ انسان ہیں جب کہ وہ اور حضرت ابوبکر رضا و عمر فاروق رضا
اور حضرت محمد رسول اللہ کوہ ثبیر پر چڑھے تو اسکو جنبش ہوئی تو آپ نے فرمایا اُسْکُن
ثبیر فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نبی و صدیق و شہیدان کہ اے ثبیر ٹھیر رہ تجھ پر اسوقت تین
بابرکت اور باانعام شخص موجود ہیں نبی صدیق دو شہید یعنے عمر رضا اور حضرت عثمان رضا
ایک دفعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر فرمایا اتنے میں حضرت عثمان رضا
نکلے۔ فرمایا یہہ اسدن ہدایت پر ہوگا۔
حضرت عائشہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کو فرمایا
یقیناً اللہ تجھے ایک قمیص پہنائیگا۔ لوگ اس کے اتارنیکا ارادہ کرینگے تو اُن کے
لئے وہ نہ اُتاریو۔ مراد اس سے خلافت ہے۔
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ
فتنہ کا ذکر فرمایا پھر عثمان کے حق میں فرمایا یُقْتَلُ هٰذَا فِیْهَا مَظْلُوْمًا کہ یہہ اُس میں
ناحق اور مظلوم قتل کیا جاویگا
حضرت عثمان رضا آنحضرت صلعم کے منشیوں میں سے تھے۔ اور ایک اُن صحابہ
میں سے تھے جنہوں نے قرآن شریف کو جمع کیا ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کو دو دفعہ مدینہ خلیفہ چھوڑ گئے تھے۔ جب کہ غزوۃ ذات الرقاع اور غزوۃ
غطفان پر تشریف لے گئے تھے۔
حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ایک اُن میں سے تھے جنپر حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوئے تھے اور ایک عشرہ مبشرہ سے

ہیں اور یہہ اولین مہاجرین میں سے ہیں۔
حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہی نے سلسلہ حفظ قرآن کریم کا جاری کیا تھا
اور جامع بھی قرآن کریم آپ ہی مشہور ہیں۔ گو پہلے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ
تعالےٰ عنہما نے بھی بہت احتیاط اور نہایت تخصیص اور تدقیق سے ایک قرآن مجید جمع کرایا
تھا۔ جس کی ایک نقل آپ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضؓ کے سپرد کی تھی۔ زمانہ
خلافت حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں لوگوں میں بوجہ تخلیط بعض الفاظ جو
زبان رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے بطور تفسیر منتظہر ہوئے تھے۔ اُن کو اصل
عبارت میں شامل کرنے کے باعث اختلاف پیدا ہوتا گیا۔ اپنی اپنی قرأت انہوں
نے شروع کردی۔ ایسی بے احتیاطی کی حالت کو حضرت عثمان رضؓ نے دور کرنے کے
لئے بعض صحابہ کے ساتھ مشورہ کیا۔ اور اُن اختلافات کے دور کرنے کی غرض سے وہ
صحیح نسخہ جو حضرت حفصہ رضؓ کے ہاں تھا وہ منگوایا۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر رضؓ کے
وقت نہایت تحقیق او تدقیق سے مرتب کیا گیا تھا پھر نہایت ہی احتیاط اور
صحت سے اور اصح رسم الخط سے کئی نسخے لکھوا کر ملک بملک عراق و شام و مصر میں
اور دیگر ممالک اسلامیہ میں پھیلایا اور وہ کاتب جو قرآن کریم کی تنسیخ پر مقرر ہوئے
تھے اُن صحابہ کے نام نامی یہہ ہیں۔
زید بن ثابت رضؓ[1] سعید ابن العاص رضؓ[2] عبد الرحمن بن الحارث رضؓ[3] عبد اللہ بن زبیر[4]
ہشام المخزومی[5]۔ ان پانچوں اشخاص کو حضرت عثمان رضؓ کی طرف سے اجازت تھی
کہ اگر کہیں اختلاف قرأت ہو تو اسوقت قریش کی بولی کو ترجیح ہوگی۔ کیونکہ قرآن کریم
بمحاورہ زبان قریش اُترا ہے۔ بعد تنسیخ نسخہ ہائے صحیحہ کے باقی مختلف القرأت و
شاذۃ القرأت نسخے سب کے سب جلا دیئے گئے۔ بس ایک وہی صحیح منقولہ نسخہ رہا جو
حضرت ابوبکر رضؓ خلیفہ اول اور حضرت عمر رضؓ کی باہمی تکرار کے بعد اعلی درجہ کی تنقیح

اور تہجی پن سے مرتب کیا گیا تہا اس سے نقل ہوا عہد خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
سے لیکر آجتک اور آیندہ قیامت تک کسی کو اس کی محرف ہونیکا شبہ یا اس کی
تحریف کی جرأت نہیں۔ کیونکہ اس کی حفاظت کا بیڑا خود حضرت احدیت مالک القرآن
والا قرآن نے اُٹہا رکہا ہے ہر ایک فرد بشر اس کے محفوظ مثل لوح محفوظ کے ہونیکا
قائل ہے خواہ وہ مخالف ہی ہو۔ بشرطیکہ وہ ہٹ دہرمی اور تعصب سے بری الذمہ ہو
ورنہ ہمارے خود مدعیان شیعان علی کرم اللہ وجہ کمی کے قائل ہیں۔
یہہ وہ پاک کتاب ہے جس میں سے نہ کوئی کم کرسکتا ہی اور نہ کوئی بڑہا سکتا ہی بلکہ ایک ششش
اور ایک شوشہ تک بہی کوئی شخص اپنی طرف سے ایزاد یا کم نہیں کرسکتا ہے۔ چونکہ حضرت
عثمان ذو النورین رضی اللہ کے زمانہ خلافت میں یہہ ایک اسلام کی اعلی درجہ خدمت
ہوئی اختلاف مٹا دیا گیا۔ اور دین محمدی حنیفی کو پہر حنیف بناکر الہی سڑک پر چلایا۔ یہہ وہ
احسان ہے کہ جس سے مسلمانوں کی گردنیں کبہی بہی سبکدوش نہیں ہوسکتی زیادہ
تر مشہور ہے کہ مدینہ میں چاہ رومہ خریدنے پر حضرت عثمان رضہ کو وعدہ جنت دیا گیا۔ اسی
مسجد میں زیادتی کرنے کے لئے ارد گرد کے گھر خرید کرکے شامل کئے تھے۔
امام سیوطی فرماتے ہیں تزوج عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کا رقیہ بنت حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے ابتداء زمانہ نبوت کے ہوا تہا۔ تبہائے غزوہ بدر میں رقیہ کا انتقال ہوا
جو پہلے ذکر ہو چکا ہی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ اُن کی علالت طبع کی وجہ
باذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر نہیں ہوئے تھے اور جسدن اُن کو دفن کیا۔
اسی دن مژدہ فتح مسلمین مدینہ میں پہونچا۔ پہر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے نکاح ام کلثوم کا حضرت عثمان رضہ سے بتصدیق پیشینگوئی کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ
تعالی عنہ کو بوجہ فوت ہو جانے ایک صالحہ بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلعم کے سخت
ہی دلپر صدمہ تہا۔ وہ اکثر اوقات اپنی صالحہ انیس کی یاد آوری سے مغموم و محزون

رہتے تھے۔ یہہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے ان کے دل بہلانے کے لئے اور غم غلط کرنے کے لئے اپنی دختر حفصہ رضہ کے نکاح کا پیغام بھیجا۔ مگر چونکہ دیرینہ یار کی جدائی کا اثر دل پر غم کا ڈیرا جمائے بیٹھا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے وہ منظور نہ کیا۔ چنانچہ یہہ ماجرا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اے عمر غمناک عثمان کے لئے ایک اچھی زوجہ ہے۔ اور تیری بیٹی کے لئے ایک بہترین شوہر پھر آپنے ام الکلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے کردیا اور بعد اس کے اپنا نکاح حضرت حفصہ سے کردیا۔ سنہ ۹ ہجری میں ام الکلثوم کا بھی انتقال ہوگیا۔ اسپر آنحضرت صلعم نے فرمایا کاش میری چالیس بیٹیاں ہوتیں۔ تو یکے بعد دیگرے میں عثمان رضہ کو نکاح کردیتا یہانتک کہ ایک بھی اُن سے باقی نہ رہتی (رواہ ابن عساکر)

حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ عثمان وہ شخص ہے کہ جو لوط کے بعد مع اپنے عیال و اطفال کے مہاجر الی اللہ بنا۔ اب یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپکے ایمان لانے کے ماجرے کو لکھ دیں جیسا کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالے عنہ اپنی زبان فیض ترجمان سے بیان فرماتے ہیں کہ میری خالہ سعدیہ نامی کو فن کہانت میں نہایت ہی کمال حاصل تہا کہ اسکا ہمعصر کوئی بھی اس کے ساتھہ مقابلہ نہیں کرسکتا تہا۔ حسب معمول ایک دن میں اس کے پاس گیا اُس نے مجھ سے بطرز فال کے بتایا کہ عنقریب ہے کہ تجھے ایک نہایت خوبصورت اور حسین بیوی ملیگی۔ جو اصلاح اور نیکی میں بھی مریم صفت ہوگی۔ اور وہ بیٹی ایک جلیل القدر اور عظیم الشان انسان کامل کی ہوگی۔ یہہ بات سنتے ہی میں متحیر سا رہ گیا اور مختلف خیالوں نے میرے دل کو گھیر لیا کہ یہہ کیا بات کہتی ہے بس ابھی اسی تحیر کی حالت میں ہی تہا کہ دوبارہ اس نے پہر پہلی بات کا اعادہ کیا۔ اور پہر کہا وہ عظیم الشان اور جلیل القدر آدمی نبی آخرالزمان

اور خاتم المرسلین ہیں اور وہی اسی شہر میں موجود ہے اور وہ نبی بنائے گئے ہیں انپر خدا کی طرف سے وحی آتی ہے اس کی اس حیرت انگیز گفتگو نے میرے دلپر ایک عجیب اثر کیا میں نے کہا اے خالہ جان یہہ گفتگو بجز تیرے دوسرے سے نہیں سنی - اور شہر میں اسکا شہرہ نہیں پایا (کیونکہ وہ زمانہ ابھی اسلام کی ولادت کا تہا کاہی بجز چند اشخاص کے اسکا کوئی بار آور پودا معلوم نہ ہوتا تھا) کیا اچھا ہو کہ اپنی پیاری خالہ سے اس دل بر آور دلربا کی حقیقت کو مفصل سنوں۔

ای پیارے بیٹے وہ نبی آخر الزمان جسکا تینے ذکر کیا ہے - محمد بن عبد اللہ بن المطلب ہیں وہ لوگوں کو ایمان و اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں - کوئی زمانہ نہ گذریگا کہ اُن کا روشن دین تمام صفحہ ہستی پر آفتاب جہانتاب کیطرح آپنی ہدایت کا کرشموں سے منور اور روشن کریگا - اور اُن کا سچا مذہب اور الٰہی دین تمام باطل ادیان کو دنیا سے نیست و نابود کر دیگا - جو دعوت اسلام قبول نہ کریگا اُس کو نہایت ذلت اور خواری سے شمشیر خوار کا لقمہ ہونا پڑیگا - اُن کے مخالف تمام ملیامیل کر دیئے جاوینگے - ہر ایک طرف اسلامی ڈنکا بجیگا - جب میں اس کی یہہ نوید جان بخش سنی ظاہراً الٰہی ہیبت اور خدائی جلالیت سی میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا - بس وہ اس کی تقریر کیا تہی ایک تیز اثر دوائی تہی با اثر یا قی جسنے میرے دل کو اُس محبوب محبوب کی طرح راغب کر دیا - اسی روز سے میری طبیعت سخت اُچاٹ اور بیقرار رہتی - کہیں آرام وچین نہ آتا ہر ایک جگہ خوفناک اور ڈراؤنی معلوم ہوتی تہی - بے شک کسی نے کہا ہے ؎ عاشقی چیست بگو بندہ جانان بودن دل بدست دگران دادن وخود حیران ماندن - ہر وقت فکر و اندیشہ باسبق ماجرا خیال دامنگیر رہتا۔

چنانچہ اسی وحشت کے زمانہ میں بوجہ سابق تعلق حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے جو اس میں تہا میں ان کے پاس گیا اور ان کی خدمت میں اپنی تمام کہانی بوجہ اخلاص

ویکجہتی من وعن بیان کردی سیرے بیان کرنے کے بعد حضرت ابوبکر نے مجھ کو کہا کہ
ای عثمان تم نہایت ہی فہیم اور زیرک اور دانا ہو کہ تمام اہل مکہ اپنی اہم امور وں میں تم
سے مشورہ پوچھتے ہیں۔ کیا یہہ سنگریزے یا پتھروں کے ٹکڑے ہمیں کچھ نفع اور ضرر
پہونچا سکتے ہیں۔ کہ لوگ ان کو اپنا خدا سمجھے ہوئے ہیں جب یہہ خود اپنی جمادی حالت
کو کسی دوسری حالت سے مبدل نہیں کرسکتے۔ تو ہمیں کیا دکھ دے سکیں گے۔ اُن کو یہہ
طاقت نہیں کہ ہماری بات سنکر ہمیں جواب دیں۔ نہ ہی ان کو بصارت ہے کہ ہماری
حالت زار کو دیکھیں اور نہ ہمیں کسی خاص موقعہ میں نصرت کرسکتے ہیں کیا سلیم عقل
یا فراست انسانی اس بات پر مقتضی ہوسکتی ہی۔ کہ ایسے نکمے اور بیکار پتھروں کو معبود
بنایا جاوے۔ اُن کی عبادت بجز اپنی حماقت اور کم عقلی اور کچھ نتیجہ بخش نہیں۔ مجھے حضرت
ابوبکر کی اس خیر اندوز کلام نے اپنا گھایل بنالیا اور مجھے سر تسلیم جھکانا پڑا اور میں نے کہا
کہ جو کچھ آپ نے کہا ہی یہہ واقعی راست اور ٹھیک ہی۔ اس تسلیم کے بعد حضرت ابوبکر فرمانے
لگے کہ تمہاری خالہ کی گفتگو واقعی درست اور ٹھیک ہی کہ اللہ تعالی نے حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو کافۃ الانام کا رسول بنایا ہے وہ ہر ایک جن و بشر کیلئے بیچ ہادی
اور کامل رہنما ہیں۔ تم اس وقت غنیمت سمجھو اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان لاؤ
چونکہ ولولہ عشق محمدی پہلے دل میں اپنی آگ پہونک چکا تھا ابوبکر رض کو اپنا ایک سچا
خیر خواہ سمجھ کر آپسمیں باتیں کر رہے تھے کہ یکایک آنحضرت کان ایمان سید
الانس والجان حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
رونق افروز ہوئے ؎

بیاؤ بیا ؤ قدم بر دو دیدہ ام بگذار
کہ انتظار قدومت کشیدہ ام بسیار

حضرت ابوبکر صدیق آنحضرت صلعم کی تعظیم کے لئے اُٹھنے میں بھی دل سے اُٹھے بعد

گوشت دیکر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ارسال کیا۔ جب میں اُن کے
ہاں پہنچا دیکھا کہ دونوں میاں بیوی رقیہ و عثمان بیٹھے ہیں میں متحیر سا ہو کر کبھی رقیہ
کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی عثمان کے چہرے پر نظر پھینکتا تھا۔ جب میں آنحضرت صلعم
کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا۔ کیا تو
رقیہ اور عثمان رض کے گھر گیا تھا میں نے عرض کی کہ ہاں پھر آپ نے فرمایا تو نے ان دونوں
سے بڑھکر خوبصورت کسی مرد یا عورت کو دیکھا ہے میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ صلعم
نہیں۔

آپ دیانت شعار اور پکے دیندار تھے۔ مذہبی فرائض کے ادا کرنے میں کبھی سستی
نہیں کرتے تھے بجز فرضی صوم وصلوٰۃ کے نوافل میں بھی اکثر مشغول رہتے تھے۔
اکثر راتوں میں قیام اللیل میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ طریق تمدن بھی
کوئی ایسے سیدھے نہ تھے ذہین اور اکثر باتوں کی تہ تک پہونچ جاتے تھے ہمیشہ فیاضی
اور دریادلی سے کام لیتے تھے اسلئے آپ کا نام نامی عثمان غنی کرکے بھی مشہور ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مدینہ منورہ میں سخت قحط سالی ہوگئی حضرت عثمان رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے کئی اونٹ اناج کے لدے ہوئے یمن کی طرف سے آئے۔ لوگوں کو ان کے
دیکھنے سے جان میں جان آئی اور بہت خوش ہوئے امراء مدینہ اُس اناج کو خریدنے
کے لئے اونٹوں کے پاس گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باہمی بائع مشتری
کی طرح گفتگو ہوئی۔ نفع تگنا دیتے تھے۔ آپ نے کہا کہ بڑا افسوس ہے کہ دس گنا نفع
چھوڑ کر اس تگنے نفع کو پسند کروں۔ یہ سب مال اللہ کی راہ میں وقف ہے۔ سب
لوگ مدینہ کے وہ اناج مفت لے گئے اور آرام سے چند روز بسر کئے

ازواج مطہرات امہات المومنین کے لئے مسجد نبوی کے اردگرد کئی مکانات
بصرف زر کثیر ...... خریدے۔

جب قبر پر کھڑے ہوتے تھے آپ کی مبارک ریش مارے آنسوؤں دردناک کے جو خشیت عذاب سے جاری ہوتے تھے تر ہو جاتی تھی۔ چنانچہ اسپر سوال ہوا کہ آپ کو قبر کا موقعہ اسقدر وحشت اور ہولناک معلوم ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں کہ یہہ پہلا مرحلہ اور اول شب ہے دوسرے جہان کی۔ اگر اس میں نجات مل گئی تو آگے بھی نجات ہے۔ اگر یہاں خلاصی نہ ہئی تو آگے تمام روسیاہی۔

آپ خلقت کو ہدایت کرتے تھے اور ہر ایک کو صراط مستقیم کے چلنے کی تعلیم دیتے تھے اور صبر وتحمل علی البلا ولاید اکی تاکید کرتے تھے اور ہمیشہ ذکر وفکر میں رہتے اُن کا دلی منشا تھا کہ لوگوں کو عسر ویسر صحت بیماری میں خدا کے ساتھ وہ دلی تعلق ہو کہ اُس کی رضا پر خوش رہیں۔ اور جہانتک ممکن ہو لوگوں میں بس اصلاح ہی اصلاح ہو اور فساد کا نام نہ رہے۔ لوگوں کی تکلیفیں اُن کا بوجھ اپنے ذمہ پر اُٹھاتے تھے۔

آپ کی فراست غضب کی تھی۔ ایک دفعہ نامحرم عورت زنا کرکے آپکے گھر آئی آپنے اسکی حالت اور آنکھ دیکھ کر کہا تجھے کیا ضرورت ہے کہ زنا کرکے میرے گھر میں آئی ہے کہ تیری آنکھ میں زنا کا اثر دیکھتا ہوں۔ ایک صحابی پاس تھے اُنھوں نے کہا کہ اے عثمان تمپر کیا وحی نازل ہوئی ہے کہا نہیں۔ بلکہ یہہ نور ایمان اور فراست مومن ہے اور وہ واقعی زنا کرکے آئی تھی۔

جس سال قرآن کریم کے جمع کرنے سے فراغت ہوئی اس سال حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ خاتم نبی جسے مہر محمدی کہتے ہیں کسی کنوئیں میں گر گئی۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو ان تمام ناموں اور فرمانوں پر لگاتے تھے۔ جو اطراف وکناف کے بادشاہوں کے نام جاری ہوتے تھے وہ چاندی کی تھی۔ اُس کے نگینہ میں تین سطریں اس طرح پر لکھی ہوئی تھی۔ سطر اول محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) دوسری میں رسول اور تیسری میں اللہ۔ یہہ مہر پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس

لئے یہی کافی ہے۔ کہ ان میں سے عمر خلیفہ ہوچکا ہی۔ تمام صحابہ کو جمع کیا۔ جس کو پچا شوری
کہتے ہیں اور عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا کہ اب مجھی معلوم ہوتا ہی کہ میں مخلصوں اور اپنے
پیاروں سی رخصت ہوتا ہوں منصب خلافت کس کے سپرد کروں۔ ایسا نہ ہو کہ میرے
بعد کوئی فساد و فتنہ برپا ہو یہ عظیم الشان منصب کے لائق ہیں اور عثمانؓ اور علیؓ اور زبیر بن العوام
اور سعد بن وقاصؓ اور طلحہؓ بن عبید اللہ جو اسوقت موجود نہ تھے۔ کو منتخب کرتا ہوں حضرت
عبدالرحمٰن بن نے تو قسم کھاکر صاف انکار کردیا کہ اب آپ صاحبوں میں سے جس صاحب
کو اہلبیت اس عظیم الشان اور خلافت کے سمجھیں۔ اسی کو خلیفہ بنا لیویں۔ آپ لوگوں کی رائے
مقدم رہے۔ کیونکہ میں آپ صاحبوں کی فضیلت اور عظمت کو خوب جانتا ہوں۔ اس
جلیل القدر منصب خلافت کو آپ کی رائے پر چھوڑتا ہوں جسپر تمہارا اتفاق رائے ہو۔ اسکو
خلیفہ کردو۔ کیونکہ جب تک تم سے کوئی بہی موجود نہ ہوگا۔ دوسرا کوئی بھی خلافت کا مستحق نہیں
ہوسکتا۔ بس میں وصیت کرتا ہوں میرے انتقال کے بعد تم سے کوئی جسپر اتفاق القوم ہوجائے
خلیفہ بنا لینا۔ اور طلحہ بن عبداللہ جو موجود نہیں ہے اس کی تین دن انتظاری کرنی ضروری ہے
ان کو اس شوری میں شمولیت کا منصب حاصل ہے۔ بلکہ ان کی رائے مقدم سمجھی جاوے
اگر تین یوم تک وہ تشریف نہ لائے تو پھر آپ صاحب جس کو چاہیں خلیفہ کردیں۔ خلیفہ
کی تقرری تک اصیب بن سنان کو نماز کا امام بنانا۔ اس میں کسی قسم کا خلاف اور جھگڑا
نہ کرنا۔ لیکن بار بار میں اس مقدالذکر عظیم الشان کی نسبت توجہ دلاتا ہوں کہ اس میں
متفق الرائے ہوکر جس کو مناسب سمجھو خلیفہ مقرر کرنا وصیت کے اختتام پر حضرت
عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ راہی ملک بقا ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون

جب حضرت فاروق اعظم نے اس دار فانی سے بطرف ابدالآبادی راحت جسے دار باقی سے
تعبیر کیا جاتا ہی رحلت کی تو بعد تجہیز و تکفین کے ممبران کمیٹی شوری جو سنتہ ضروریہ کی طرح
فاروق اعظم کی وصیت کے لئے تھے۔ کیونکہ اسوقت حضرت طلحہؓ ہی مدینہ منورہ سے

تو تم کس کی بیعت کروگے۔ حضرت زبیر رضؓ نے کہا کہ میں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت کرونگا۔ اور حضرت طلحہ رضؓ نے کہا کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھوں گا۔ اس کے بعد حضرت عبد الرحمن نے سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو کہا کہ میں اور آپ تو خلافت کے خواہاں نہیں اب بتاؤ کہ تمہاری رائے میں کون صاحب احق بالخلافت۔ حضرت سعد رضؓ نے جواب دیا کہ میری رائے میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ لائق تر بالخلافت ہیں۔ تب حضرت عبد الرحمن نے فرمایا کہ میں جہانتک غور کرتا ہوں میری رائے میں دو ہی صاحب حضرت عثمان رضؓ و حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو لائق اور قابل تر بالخلافت پاتا ہوں۔

حضرت مسور رضؓ بن عبد الرحمن کے ہمشیرہ زادہ بیان کرتے ہیں کہ جس رات حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی ہی اُس رات کو میں اپنے ماموں کے ہاں یعنے حضرت عبد الرحمن رضؓ کے گھر جاکر سو رہا۔ ابھی آنکھ بھی نہ جھپکی تھی کہ میرے ماموں جان نے مجھے جگا کر فرمایا کہ میں تین رات متواتر نہیں سویا۔ تو اسوقت حضرت علی رضؓ اور عثمانؓ رضی اللہ کے گھر جا اور عرض کر کہ مجھ کو میرے ماموں عبد الرحمن رضؓ نے آپ صاحبوں کو طلب فرمایا ہی میں پہلے کس کی طرف جاؤں اسپر ماموں جان نے کہا کہ جس کی طرف تیری طبیعت چاہی۔ مینے کہا دونوں صاحب باہم کر ملکر آویں یا علیحدہ علیحدہ۔ ماموں صاحب نے فرمایا۔ کہ دونوں صاحب ساتھ ہی ملکر آویں۔ تو بہتر ہے۔

چونکہ میری طبیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف مائل تھی اسلئے میں پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے در دولت پر پہنچا اسپندان سے معلوم ہوا کہ آنحضرت نماز میں مشغول ہیں میں ٹھیرا رہا بعد فراغت نماز (حضرت علی رضؓ) اسوقت کیوں تکلیف کی۔ (میں) حضرت آپ کو ماموں جان یاد فرماتے ہیں۔

حضرت اقدس رضؓ نے صرف مجھے ہی بولایا ہی یا اور کسی کو بھی۔

حضرت عبد الرحمن رضہ اہل شوریٰ کی طرف مخاطب ہو کر بعد حمد و ثنا و صلوٰۃ بیزا پڑ کے فرمایا کہ لوگو بیشک پوشیدہ اور ظاہر دونوں طور پر تمہاری امام مقرر کرنے میں تمہا بہت ہی کوشش کی ہے میں ان دونوں صاحبوں کے سوا کسی کو قابل امامت یا خلافت نہیں سمجھتا۔ اور تمہیں بھی ضروری ہے کہ ان دونوں کے سوا کسی کو ترجیح نہ دو جس پر سب مہاجرین اور انصار نے کہا کہ تمہاہم معاملہ خلافت آپ کے سپرد کرتے ہیں جسکو آپ افضل سمجہیں خلیفہ بنا دیں۔ حضرت عبد الرحمن رضہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کا ہاتھ پکڑ کر بہر رات کی گفتگو کا اعادہ کیا کہ تم مجھ سے بیعت کروگے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول صلعم کی سنت اور ابو بکر رضہ اور عمر رضہ کے فعل پر۔

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پھر وہی الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے اللہم لا ولکن علی جھدی من ذلک وطاقتی اے مولا نہیں مگر اپنی استطاعت کے موافق۔ حضرت عبد الرحمن رضہ نے اُن کا ہاتھ چھوڑ دیا پھر حضرت عثمان رضہ کی طرف مخاطب ہو کر کہ آپ آگے تشریف لاویں حضرت عثمان آگے بڑہے اُن کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ تم مجھ سے بیعت کروگے اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلعم کی سنت اور حضرت ابو بکر رضہ اور حضرت عمر رضہ کے افعال پر۔

حضرت عثمان رضہ نے رات کی طرح فرمایا اللھم نعم کہ ہاں اور اپنی طرف سے کوئی قید نہ لگائی حضرت عبد الرحمن رضہ نے اپنا سر مسجد کی چھت کی طرف اُٹھا کر فرمایا۔ اللھم اسمع قد خلعت ما فی رقبتی من ذلک فی رقبۃ عثمان کہ اے مولا سن لے میں نے خلافت کا ہار جو میرے گلے میں تہا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گلے میں ڈال دیا۔ یہہ کہہ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ تمام مہاجرین اور انصار کا اژدحام حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت پر ہو گیا حضرت عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر کی اُس جگہ پر بیٹھے جہاں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلعم جا بیٹھنے فرماتے

سال میں کوفہ سے حضرت مغیرہ کو معزول کرکے اس کی جگہ سعد بن ابی وقاص کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔

پھر ۲۵ سنہ ہجری میں ابھی سعد بن ابی وقاص کا کچھہ زیادہ حکومت کا زمانہ منقضی نہ ہو چکا تھا کہ اُن کو کوفہ سے معزول کرکے اُن کے قائم مقام ولید بن عقبہ جو آپ کا ماں کیطرف سے بھائی تھا حاکم بنایا۔ اُس کی عملی حالت نہایت ہی مذموم تھی چنانچہ مستی کی حالت میں اُسنے فجر کی نماز دو کی جگہ چار رکعت پڑہائی۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے مینے کچھہ نماز میں ایزاد کردیا ہے جسپر نماز دوبارہ پڑھی گئی۔ ایک اس کی عملی حالت کا ٹھیک نہ ہونا اور پھر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بوجہ قرابت کے اس کو اس مرتبہ تک پہونچانا بلکہ اپنے تمام رشتہ داروں اور قریبیوں کو جو خلیفہ اول و ثانی کے وقت بوجہ خاص شرارت اور بداخلاقی کے جلا وطنی کا حکم حاصل کر چکے تھے۔ اُن کو پھر پاس بلا لینا۔ یہ لوگوں اور خصوصاً صحابہ کرام کے لئے نہایت ناگوار گذرا یہہ پہلا سبب ہے۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے لوگوں کی نظروں میں ایک کانٹا سا معلوم ہوتا تھا۔ انہوں نے بنی امیہ کو بغیر لحاظ لیاقت و دینداری کے جو بڑے بڑے عہدے تھے پہلے عہدہ داروں کو معزول کرکے دے دئیے۔ اور اُن کی تنخواہ میں بہت کچھہ ترقی کردی۔ صوبجات کی حکومت پر ایسے لوگ مامور تھے جو اسلام کے سخت دشمن تھے۔ اور خزانہ بیت المال اُن کی خاطر خالی ہو گیا تھا۔ کیونکہ اُن کی طبیعت میں سخاوت ایک فطرتی طور پر متمکن ہو چکے تھی۔ بخیال صلہ رحمی کے اُن کی زیادہ مدارات کرتے تھے۔ ۲۶ سنہ ھ میں مسجد حرام کو آپنے زیادہ کیا۔ اور اُس کے زیادہ کرنے کے لئے کئی مکان خرید کئے اور اسی سال میں ساپور فتح ہوا۔

۲۷ سنہ میں حضرت معاویہ رضہ نے قبرس پر چڑہائی کی۔ کیونکہ سمندر کے کنارے اور شام کی پورانی بندرگاہوں پر حکمران تھے۔ اُن کو یہہ بہت بڑا خیال تھا

کہ اسلامی طاقت جس طرح بری طاقتوں سے تمام برّوں پر تسلط کرتی جاتی ہے
خدا کرے کہ کبھی وہ دن بھی آوے کہ اسی طرح بحری طاقت سے بحری بندرگاہوں پر
بھی حکمراں ہو چنانچہ اسی و کیے پورا کرنے اور بہم پہونچانے کے لیئے خلیفہ ثانی رضہ کے عہد
سعادت عہد میں کئی دفعہ اجازت طلب کی لیکن چونکہ حضرت خلیفہ ثانی عمرو بن العاص
جو اسوقت مصر پر حکمران تھے - قبرس کی چڑہائی اور اس کے فتح کرنے کے لئے مشورہ پوچھا
تہا - تو عمرو بن ابی العاص نے منع کیا تہا - اسلئے وہ مناسب نہیں سمجھتے تھے کہ بغیر
مستحکم انتظام کے فتوحات کو بڑہایا جاوے - خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضہ کے وقت
چونکہ آپ کو بہت اختیارات عطا ہو چکے تھے - اور بنی امیہ کے ہی نظر اکثر خلیفہ ثالث
رضی اللہ تعالی عنہ کو ملحوظ خاطر تہی - اسلئے ان کو جنگی جہازوں کے بیڑا کی تیاری
کی اجازت مل گئی ہے - پس وہ بیڑا لیکر حضرت معاویہ نے تو کل بخدا بحیرہ شام کے
مشرقی حصہ میں قدم رکھ دیا -

پہلے پہل حضرت امیر معاویہ رضہ نے جزیرہ قبرس کی چڑہائی کا ارادہ دل میں
کیا جو اسوقت تک وہ زیر حکومت قیصر روم کے تہا اتفاقاً عبداللہ بن سعد بھی مصر سے
چڑہائی کر کے وہاں جا پہونچا - دونوں نے متفق ہو کر وہاں کے لوگوں کے ساتھہ لڑائی
کی - چونکہ علیسائیوں کا قلعہ نہایت ہی کمزور سا تہا - اسلئے وہ لوگ مقابلہ سے عاجز
ہو کر جزیہ دینے پر مستعد ہو گئے اور سات ہزار دینار سالانہ جزیہ دینے پر صلح ہو گئی
چونکہ یہہ لڑائی بڑے زور شور سے ہر دو طرف سے ہوئی تہی اسلئے اس میں قریش میں
سے بہت قتل اور گرفتار ہوئے تھے - جو بوقت صلح واپس لئے گئے ہیں - ٥

ہفت اقلیم ار بگیرد پادشاہ - ہمچناں در بند اقلیم دگر - بعد فتح جزیرہ قبرس حضرت امیر
معاویہ نے جزیرہ روڈس پر چڑہائی کا ارادہ کیا - اور اپنی شجاع طبیعت کو اور اسلامی جوش
پر منتقل مزاج ہو کر اس جزیرہ کے قریب لنگر ڈال کر شہر کا محاصرہ کیا - اہل شہر نے

معاویہ کے مقابلہ پر کھڑے ہو کر خوب ہی اپنی بہادری کی داد دی کہ امیر معاویہ کو جزیرہ سے باہر نکال دیا۔ بوجہ نہ تجربہ کاری کے جو امیر نے ایک دفعہ شکست کھائی پھر دوبارہ باز وہمت اور اپنی بہادر فوج کے ہمراہ ہو کر لڑائی کی جس سے اُن کو شکست ہو گئی اور امیر مظفر و منصور رہو گئے اور شہر کے رہنے والوں کو شہر سے نکال دیا اور بوجہ تسلط جمانے اور اسلامی شوکت کو رونق دینے کے اُن کے تمام قلعوں کو تہ و بالا کر دیا۔ اور شہر کو آگ لگا دی اور اسلامی جھنڈا وہاں کھڑا کر دیا۔

ایسی چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں سے زیادہ نمائیاں کامیابیاں امیر معاویہ کو ہوئیں۔ وہ قیصر روم کے ساتھ لڑائی کرتے ہوئے جب "وہ جزیرہ قبرصا کی سیر ایک بہادری جانبازی کے ساتھ کر رہا تھا اور قیصری جھنڈی جابجا اپنے پھریرے سے قیصری لوگوں کے دلوں کو مسرور کر رہی تھی۔ اور جھنڈے کے جھنڈ قیصری بہادر جزیرہ میں اپنی کامیابی اور شجاعت کے گیت گا رہے تھے۔ اسلئے اس جنگ کو مشہول کہتے ہیں۔ اس لڑائی میں عیسائی لوگ اپنی شجاعت اور اپنی مردانہ حمیت کو کام میں لا کر خوب دل کھول کر لڑے۔ کیونکہ اُن کو دو دفعہ اپنے بھائیوں کا ذلیل ہونا ایک دلیر برچھی سے زیادہ کام کر رہا تھا۔ وہ خوب اپنی مصنوعی خدا کے بھجن گاتے تھے اور اپنی صلیب کو بلند کرتے تھے۔ ادھر عساکر اسلام میں باآواز بلند و خوش لہجگی سے آیات قرآنی اور کلام ربانی کا پڑھنا اسلام کے شجاعوں اور بہادروں کے دل کو ابھار رہا تھا۔ اور خدائی جلالیت کے اشتہار کا بلند نعرہ اللہ اکبر کفار کے دل کو ہلا رہا تھا۔ اور حضرت بسیرة شہر کی پیشگوئی جو اُس پیارے خدا کی حبیب صلعم کے پاک لبوں سے نکلے ہوئے تھے۔ دنیا نہ ملنے والا وعدہ کر رہے تھے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بہت جنگ و جدل کے بعد قیصری بیڑا شکست کھا کر تتر بتر ہو گیا۔ اور اسلامی بیڑی کی جمعیت رہی۔ اور وعدہ استخلافة علی الارض کا مولا کریم نے پورا کر دکھایا۔ اور بیچاری قیصری اکا دکا کوئی بادبانوں کے ذریعہ اور کوئی چپوں کے ذریعہ

اپنی جان لیکر بھاگ گئی اور جزیرہ روس میں اسلامی جھنڈا قائم کیا گیا امیر کو خدائی
مدد اور اپنی دلاوری سے جو اُس کو روز بروز بحری جنگ وجدل میں مخالفوں
پر نمایاں کامیابیاں حاصل کرا رہی ہے اب اس نے جزائر کنڈیٹ اور مالٹا
میں لنگر ڈالے ہیں اور جزیرہ روڈس کی تالیبی کی مشہور مورتی اُس کو گرا کر
اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے قسطنطنیہ میں لیجانا قصد کیا جاتا ہے اور آخر یہ میں ایک
یہودی سوداگر کے پاس فروخت کر دی ہے - اور فتح کا نقارہ جابجا جزیرہ روڈس
میں بج رہا ہے - اور جھوٹے معبودوں کی جگہ سچے معبود واحدہ لاشریک کی عبادت
ہو رہی ہے - اور کلمہ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ ورد زبان ہو رہا ہے -
خلیج فینک میں کیٹل راسو کے متصل امیر شام کو ایک اور عیسائی بیڑے کے ساتھ
لڑائی کا واقعہ پیش ہوا تھا - لیکن اس لڑائی میں جسکو ہم ایک حملہ مسابقہ کیطرح
خیال کر سکتے ہیں مسلمانوں کو بوجہ ماندگی سفر اور ناگہانی واقعہ پیش آنے کے
مظفر و منصور نہیں کہہ سکتے - کیونکہ عیسائیوں نے بھی اپنی بہادری کی داد دی ہے
اور اس لئے وہ آپس میں ایک دوسرے پر فتحمندی کا دعویدار ہو رہا ہے - اسی طرح
امیر شام یلغار کرتا اور اسلامی مخالفوں کے دندان توڑتا ہوا اور الٰہی مدد سے کامیابی
پر کامیابی حاصل کرتا ہوا قسطنطنیہ خاص بندرگاہ اور سواحل ایشیائی کوچک
تک جا پہونچا ہے

للہ الحمد ہر آنچیز کہ خاطر میخواست - آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

مسلمانوں کی ان فتوحات پر وہ قومیں جن کو خدا کے ساتھ کچھ تعلق نہیں اور
دنیاوی ظاہری اسباب اُن کے لئے خدا کی طرح دلبستگی کے لائق خیال کئے جاتے
ہیں حیرت میں ہیں کہ کسی طرح ان جاہلوں سے جو اب تک صحرا نشینی اور صحرا نوردی
کے سوا کچھ نہ جانتے تھے اور ایسے وہ گمنامی کے محل میں پڑے ہوئے کہ اُن کا

کوئی واقف نہ تھا اسقدر فتوح اور ملک گیر ہوئے کہ روئے زمین کے تمام طاقتور سلطنتوں پرحملہ کرکے اُن کو اپنے زیر قلم کر دیا - اور تابع فرمان بنایا اور تاریخی اور مذکورہ کتب سلف کے ملکوں پر انہوں نے اپنا تسلط قائم کیا پھر اسی پر اکتفا نہیں بلکہ ماتر اور سندل کی پورانی بندرگاہوں سے لیکر جن کا ذکر کتب مقدسہ میں ہے بحر طرشش تک پامال کر دکھایا - اور ایسی نمایاں کامیابیاں اُن کو ہوئیں کہ وہ پورانے جزائر جن کا ذکر صرف بطور فسانہ پورانے قصول میں پایا جاتا ہے اُن کو زیر حکومت بنایا - یہہ سب کچھہ خدائی نصرت اور اسلامی حمیت اور مصطفوی صداقت کا ظہور رہے جو عیسائی قوموں کو تحیر میں ڈال رہا ہے کیونکہ خدائی ہاتھ اسلام کے ساتھ ہے -

ان بحری فتوحات کیوجہ سے امیر معاویہ کی شام اور دیگر ممالک میں خوب شہرت ہوگئی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ تک ہی یہہ خبر پہونچی کہ رفتہ رفتہ یہانتک اقتدار بڑھا کہ امیر خلیفہ وقت کے بنائے گئے اور ملک شام کا خلیفہ کر دیا گیا -

سنہ ۲۸ھ میں بھی مختلف قسم کے واقعات پیش آتے رہے اور سنہ ۲۹ھ میں اصطخر عنوۃ او فسا فتح ہوئے اور مدینہ منورہ کی مسجد میں زیادتی کی گئی اور اسکو منقوش پتھروں سے تعمیر کرایا اور اس کے ستون بھی پتھروں سے بنائے گئے طول ایکسو ساٹھ ذراع اور عرض ایکسو پچاس ذراع مسجد ہوگئی - اور سنہ ۳۰ھ میں اصطخر کے رہنے والوں نے جو اسلامی سلطنت کے ماتحت تھے باغی ہوکر اپنی امن انداز حکومت کے ساتھہ مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوئے اور یزدجرد شہر جو آوارہ گردی کر رہا تھا اور شہر بشہر صوبہ بصوبہ پھرتا رہتا کبھی تو وہ اصفہان کے عالی شان شہر میں قیام پذیر ہے اور کبھی سنتے ہیں کہ فارسستان کی کوہستان

میں تنگ آ رہا تھا اور کبھی فارستان سے کرمان کو جا رہا تھا اور وہاں سے خراسان کو جس کے شمالی حصے میں مرو ہے مرو میں کچھ عرصہ تک قیام کے بعد اُس نے چار ہزار آدمیوں کی جمعیت باہم پہونچائی ہے جا ملے -

حمزہ میں اُس نے ارادہ کیا کہ ایک آتشکدہ بنایا جاوے اور اُن امصار اور صوبجات میں جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے پروانے بھیجے کہ وہ اپنے فوجی افسروں اور گورنروں کو نصیحت کردیں کہ وہ اپنی رہی سہی سلطنت کو دشمن کے ہاتھ سے بچا دیں چنانچہ اصفہان میں اصفہانی لوگ بوجہ حمیت مضبوط قلعہ کے مسلمانوں کا خوب مقابلہ کرتے رہے لیکن بوجہ الملك لله يؤتيه من يشاء اس جگہ کے حاکم نے ایک ہی لڑائی میں اطاعت اختیار کرلی - اور اسلامی ڈنکا اصفہان کے بڑے بڑے مشہور شہروں میں بجا جو یزدجرد کے ماتحت تھے -

اہل اصطخر جو مرتد ہو گئے تھے اُنہوں نے مسلمانوں کا بہت اچھی طرح مقابلہ کیا - چونکہ اہل ایران اس شہر پر نہایت ہی نازاں اور مغرور تھے بھلا وہ کب چاہتے تھے کہ ایسے مزین اور آباد شہر کو یونہی مرے مارے دشمن کے حوالہ کردیں پہلے وہ لوگ مسلمانوں سے کچھ روبرو ہو چکے تھے - لیکن پھر مختلف اطراف سے پھر اپنی کمک کے لئے فوجیں جمع کیں کہتے ہیں کہ یہاں کے حاکم شاہ رگ کے جھنڈے کے نیچے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی جنگ کے لئے جمع ہو گئے - لیکن خدائی طاقت کے سامنے اور الٰہی حمایت کے مقابلہ پر یہ سب کچھ بیفائدہ تھا - اُنہوں نے پھر اپنی منہ کی کھائی - اور مفرور ہو کر بھاگے - پھر کچھ دنوں کے بعد ایرانی لوگ باہم متفق ہوئے اور اہل اسلام کا مقابلہ کیا جس میں اُن کو شکست فاش ہوئی اور اُن کا حاکم شاہ رگ اسلامی شمشیر کا لقمہ بنا - اور اہل اصطخر کو پھر خلیفہ کی باجگذاری اور خراج دینا پڑا الحمد لله ہر ایک چیز کہ خاطر خواہ تھی

آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

اب مسلمانوں کی فتاح فوج نے خراسان کے وسیع صوبہ کی طرف رخ کیا اور اس کے فتح کرنے میں اپنے زور بازو اور خدائی نصرت کے نشان یکے بعد دیگرے تمام حصوں میں فتح کرکے قائم کردیئے اور یلغار کرتے کرتے وہاں پہونچے جہاں یزدجرد پناہ گزین تھا کیونکہ مسلمانوں کی وقتاً فوقتاً فتح کی خبر سنکر وہ کمبخت مرو سے نکلا اور اپنے شومی بخت کو ہمراہ لئے ہوئے اور دریائے جیحوں کو عبور کرکے اور ریگستان صحراؤں سے گذر کر ترکستان میں جا پہنچا۔ اور وہاں سے خاقان چین سے طالب امداد ہوا۔ خاقان چین پہلے تو کچھ لیت ولعل کرتا رہا۔ آخر کار وہ اپنی دلی آرزو تک پہنچ گیا۔ کہ خاقان چین نے اس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا اور خاقان چین ہمراہ اپنی فوج کے ہوکر مسلمانوں کے مقابلہ پر آیا۔ لیکن اسلامی فوج کی شان وشوکت اور جاہ وجلال کو دیکھکر چینی فوج کے چھکے چھوٹ گئے۔ اور انہیں ابتری پھیل گئی۔ بہر خدائی ناگہانی نصرت کو خاقان چین دیکھکر اپنی فوج کو لیکر ترکستان میں واپس آگیا۔

تقدیر ٹل نہیں سکتی یزدجرد اکیلا ہمراہ اپنے امراؤ کے کچھ مقابلہ مسلمانوں کا کرتا رہا۔ لیکن نابکے۔ اس کے امراؤ بھی اس کا ساتھ دینے سے تنگ آگئے اور اپنی عزیز جان بچانے کے لئے اس کے تمام خزائن کو مسلمانوں کے حوالہ کر دینا چاہا۔ امراء کی دغابازی کی خبر اس کو ہوگئی۔ وہ اسوقت مرو الرود میں تھا۔ تو اس نے اپنے غلاموں کو کہا کہ محل کی کھڑکی سے رسیوں کے ذریعہ سے مجھے محل سے نیچے اتار دو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا وہ بیچارا مارے خوف کے اندھیری رات میں پاپیادہ جنگل کی طرف روانہ ہوا۔ اپنی جان کے خوف سے اسے راستہ کی تکلیف معلوم نہ ہوتی تھی۔ گرتا پڑتا یہانتک وہ ایک دریا کے کنارے پن چکی پر جا پہنچا۔ جو قریباً شہر سے آٹھ میل کے فاصلہ پر تھی۔ اور اس پن چکی والے سے درخواست کی

کہ تم مجھے امان دو اُس نے کہا کہ اگر تو مجھے چار درہم دے تو میں مالک چکی کو دیدوں کیونکہ اس کا قرض میرے دینا ہے۔ یزدجرد نے اسی دم اپنی تلوار کا پرتلہ جس کی قیمت ایک ملک کا خراج تھا۔ چکی والے کو دیدیا جب چکی والے نے اسی اس قسم کا اہل ثروت پایا اور وہ قسمت کا مارا بوجہ تکان کے نہایت ہی عاجز ہو رہا تھا۔ لیٹتے ہی نیند آگئی اُس کمبخت چکی والے نے شاہی قیمتی لباس کے لالچ میں یزدجرد کو نہایت ہی بیرحمی سے قتل کیا۔ اُس کا لباس اُتار کر اُس کی لاش کو پانی میں پھینکدیا ہے

زان تن چو باد لست دباد از نخست	نقابہا از رخ گل لعنت کشد
پس از ہفتہ درمیان چمن	نقش را انجا کس بذلت کشد
گفت برنشاید برخش مراد	گفت برز پالان نکبت کشد

حبیب صبح ہول لشکر و عیبت ملک ہم گروہ ہو کر پادشاہ یزدجرد کی تلاش میں نکلے جب وہ تلاش کرتے کرتے پن چکی پر پہونچے۔ وہاں کچھ آثار اسکے قیام کے اُن کو ملگئے۔ اور پھر بہت تجسس کے بعد اُن کو اصلی واقعہ کا سراغ ملگیا۔ آخر انہوں نے اُس پن چکی والے کو بھی ہلاک کر دیا۔ یہہ واقعہ ۳۱ سنہ ہجری مطابق ۶۵۱ سنہ ع اگست کی ۲۳ تاریخ کو ہوا ہے

از مکافات عمل غافل مشو۔ گندم از گندم بروید جو ز جو

بعض مورخ کہتے ہیں کہ سنہ ۳۱ میں یزدجرد قتل ہوا اور اُس کی لاش معاویہ ابن عباس لیکر اصطخر کے گورستان شاہان گران عجم میں رکھ آیا۔

یزدجرد کے مرنے کے بعد سلطنت ایران مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی اور اسلامی علم ہر ایک جگہ پڑانے شروع کر دیئے گئے۔ اور آتش عظمت اور یزدانی جلالیت کا آوازہ اللّٰہ اکبر موذن ہر ایک جگہ اور ہر ایک گاؤں اور شہر میں بلند کرنے لگے۔ اور اُس مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں لبوں کی نکلی ہوئی چمکتے ہوئے

آفتاب کی رُخ پوری ہوئی۔ جس کا مضمون یہہ ہی کہ جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اسکے بعد کوئی دوسرا کسریٰ تخت نشین نہیں ہوگا۔ اور ملک ایران کے علما لوں کے قبضہ میں آجائیگا۔

اسی سال میں ابوسفیان بن حرب بن اُمیہ ابومعاویہ نے رحلت کی اور اسی سال میں قسطنطنیہ ہرقل نے ایک جرار لشکر جمع کرکے دریا کی راہ سے ارادہ فتح دیار اہل اسلام کیا۔ کہتے ہیں کہ قسطنطین تین سو جہاز سرداران روم سے لبالب ہمراہ رکھتا تھا حضرت عثمان رضؓ نے یہہ حال سنا تو حضرت عبداللہ بن سعد رضؓ کو دریا کی راہ سے اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضؓ کو خشکی کی راہ سے روانہ کیا حاکم مصر اور بادشاہ روم باہم متفق ہوکر مسلمانوں سے جنگ کرنے لگے لڑائی کی ایسی گرم بازاری ہوئی کہ جانبین سے مخلوق خدا مقتول اور مجروح ہوئے آخر کار بوجہ حمایت اسلام ہی غالب آئی اور مخالفوں کو شکست فاش ہوئی قسطنطین ہمراہ چند آدمیوں کے جو مشکل سے اپنی جان کو انہوں نے ڈوبنے سے بچایا تھا۔ جزیرہ صقلیہ میں جا پہنچا۔ صقلیہ کے رہنے والوں کو جب اُسکے بھاگ آنے کی خبر پہونچی کہ بادشاہ روم یہاں بھاگ کر آیا ہی سب نے اُسکے پاس آکر کہا کہ ای قیصر تیری شومی بخت اور نحوست طالع سے تمام نصاریٰ تو قوم تباہ ہوگئی اور اب ہم اسقدر بھی سکت اور طاقت نہیں کہ اگر عربی سپاہ نصاریٰ کے استقبال کا ارادہ کریں لشکر تو درکنار تھوڑے سے آدمی بھی اُس ملک سے نکال سکتے ہیں۔ بغیر ہاتھ پاؤں ہلانے کے وہ ملک کے مالک بن سکتے ہیں۔ بعد بہت قیل وقال اہل جزیرہ نے قسطنطین قیصر روم کو حمام میں قتل کیا اب مصر اور دیگر اکناف اطراف مصر کے مسلمانوں کے زیر حکومت ہوگئے اور عبداللہ بن سعد کو وہاں کا حاکم مقرر کیا گیا۔ عبداللہ بن سعد کا تقرر حکومت مصر پر اسلام کے لئے برکت کا باعث ہوا۔ کہ اُس نے شمالی افریقیہ پر چڑھائی

کرنے کا ارادہ کیا۔

تقرری کے کچھ عرصہ بعد ہی عبداللہ نے چالیس ہزار آدمیوں کی جمعیت لیکر شمالی افریقہ کو توکل بخدا روانہ ہوا۔ مصر کی مغربی حد کے گذرنے کے بعد اُس کو صحرائے لیبیہ میں سے ہو کر گذرنا پڑا۔ جو سخت ہی ریگستان تہا۔ لیکن اسکی فوج میں ایسے اونٹ تھے جو عرب کے تپتے میدانوں میں چلنے کے عادی تھے۔ اور ریگستان کوچ کرکے بعد وہ شہر طرابلس کی فصیلوں کے سامنے فروکش ہوا۔ طرابلس اُسوقت بھی ساحل پر پڑا تھا ایک نہایت اہل ثروت اور امارت اور اعلیٰ درجہ مستحکم شہر تھا۔ یہہ جگہ مضبوطی میں ایک قابل تعریف جگہ تھی۔ اُس کی نگہبانی اور حفاظت اور مدد کے لئے رومی فوج آئی۔ اس کو لشکر اسلام نے ساحل بحر پر ہی حملہ کرکے تتر بتر کر دیا۔ اور بہت آدمی تنگ آکر تلوار اہل اسلام ہوئے۔ اسوقت اگر اہل اسلام کا قبضہ طرابلس پر سمجھا جاوے تو بیجا نہیں۔ رومی جرنیل جرجیس نامی نے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی بہم جمع کرکے اپنے صوبہ طرابلس کو دشمن کے پنجہ سے بچانے کے لئے اہل اسلام کے مقابلہ پر آمادہ ہوا۔ اور ساتھ ہی اپنی بیٹی کو جو نہایت خوبصورت اور فن سپاہ گری سے اعلیٰ درجہ کی واقفیت تھی ساتھ لایا۔ وہ ہر لڑائی میں اپنے باپ کے ساتھ اپنی شجاعت اور اپنی پسرانہ ہمدردی کی داد دیتی رہی۔

عبداللہ بن سعد کی فوج جو طرابلس کے محاصرہ کے لئے آمادہ ہو رہی تھی جرجیس کی امداد کی خبر سنکر عبداللہ نے محاصرہ شہر سے باز رکھا۔ اور اس کے مقابلہ کے لئے آگے قدم اُٹھایا۔ تاکہ اُسکو پہلے ہی سے تلوارسے اسلامی کیا جاوے۔ اور اس کی سفر کی تکان کو سنان کی تیزی سے سفر مکان بنایا جاوے۔ دونوں مخالف افسران فوج کے درمیان تہوڑی سی گفتگو ہوئی۔

عبداللہ بن سعد۔ اے جرجیس یا دین اسلام قبول کرو یا جزیہ دو۔

جرجیس۔ میں نہ اسلام کو مانوں گا۔ اور نہ ہی جزیہ دونگا۔

اسپر جنگ کی گرم بازاری ہوئی۔ اور جانبین سے بہادر جوان اپنی اپنی عالی
اور جان نثاری کی داد دے رہے تھے۔ تلواروں کی چمک اور گھوڑوں کے قدموں کا
غبار برق اور سیاہ گھٹا کا ناظرین کو سین دکھا رہا تھا۔ عبداللہ بن سعد جانتا
تھا کہ نیکنامی اور شہرہ آفاقی کا باعث یہاں کی کامیابی ہے۔ خداوند کریم پر
توکل کر کے۔ وہ ہر ایک پہلو سے اپنی فوج کے دل کو ابھارتا کبھی عربی لہجہ میں شعر
سنائے۔ اور کبھی جہاد کی فضیلت بیان کی۔ اور کبھی خود غرض دشمن کی فوج پر
جا پڑا۔ غرضکہ وہ بار بار دشمن پر حملہ کرتا تھا۔ ادھر جرجیس بھی خوب مردانگی سے
لڑتا تھا۔ کیونکہ وہ بھی جانتا تھا کہ میری حکومت کا دارومدار سارا اسی لڑائی
پر ہے۔ جسطرف جاتا اُس کی بیٹی بھی ہمراہ ہی جاتی تھی۔ اور وہ دو قسم کے ہتھیاروں
سے انوکھے کرتبوں سے بہادروں کے دل لے جاتی تھی۔ کہیں تلوار نے
اگر خطا کیا ہے تو شمشیر نگاہ اپنا لقمہ بنائے نہ چھوڑتی تھی۔ سنان حدیدی اگر خالی
ہے گیا تو سنان مژگانی بھلا کب خالی جاویگا۔ گویا ہر ایک طرح وہ لوگوں پر حملہ کرتی
تھی۔ اور لوگ اس کی ہر ایک حرکت سے دنگ رہجاتے تھے۔ مدت تک سرگرمی سے
لڑائی ہوتی رہی۔ مگر جانبین سے کسی کو کوئی صورت اپنی فیروزمندی کی نظر نہ آئی
مختلف جگہ اور مختلف موقعہ پر لڑائی ہوئی۔ علی الصباح لڑائی شروع ہوتی تھی
اور تمازت آفتاب کی وجہ سے عین دوپہر کو لڑائی بند ہو جاتی تھی۔ اسوقت جنگجو
اور غازی لوگ مارے تابش آفتاب کے مثل ماہی بے آب بیتاب ہو کر اپنے خیمہ گاہوں
میں پناہ گزین ہوتے تھے۔

جرجیس سپہ سالار درمیان مارے غصے کے دانت پیستا تھا۔ اور حیران تھا
کہ میری اسقدر عظیم فوج کو اس تھوڑی سی اسلامی فوج نے ناک میں دم کر رکھا ہے

کر کوئی پیش جانے ہی نہیں دیتی - سوچتے سوچتے اُسے یہ تدبیر سوجھی کہ اسلامی فوج
کے سپہ سالار عبد اللہ کو قتل کرایا جاوے کیونکہ وہ اپنی فوج کی روح رواں ہے - اس کے
قتل ہونے سے تمام مسلمانوں کے چھکے چھوٹ جاویں گے - اور میں مظفر و منصور ہو جاؤنگا
ع تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ - اُس نے اپنی فوج میں اشتہار دیدیا کہ جو شخص عبد اللہ
کو قتل کرکے اُس کا سر میرے پاس لاویگا اُس کو اپنی محبوبہ اور بہادر لڑکی اور ایک لاکھ اشرفی
بطور انعام دیجاویگی -

اس انعام کی عظیم الشانی اور اُس دلربا شہزادی کی شادی سے ممتاز ہونا یہ رومیوں
میں اسقدر جوش پیدا کرنیوالا ہوا کہ گویا نئے سر سے زندگی اور پست ہمتوں کے لیئے جان شرم
ہے - ہر ایک اس انعام کے حاصل کرنے کے لیئے کوشش کرنے لگا - ادھر تو ہشیاری اور
جانبازی کی تیاری بوعدہ وصل شہزادی ادھر مسلمانوں کے دل بوجہ اس منحوس اثر
خبر سن کے کانپ گئے - اور اپنے سپہ سالار ہی عبد اللہ کی جان بچانے کا فکر کرنے لگے - اور
اور عبد اللہ کو صلاح دی کہ آپ کی سلامتی اور ہمارے پشت پناہ ہونا یہ ہمارے لیئے
ایک نعمت عظمیٰ ہے اسلیئے بہتر ہے کہ آپ میدان جنگ سے کنارہ کش رہیں ہم خود بفضل
خدا سنبھال لیں گے - لیکن یہ بھلا ممکن تھا کہ بجز کسی سرپرست اور محرک کے لوگوں
کے دل قائم رہیں - عبد اللہ رض کی غیر حاضری کا الٹا اثر پڑا کہ آپ کی فوج جو آگے بہادری
سے لڑ رہی تھی - وہ بے حوصلہ ہوگئی - بطور مصرع سے پیدا شود وکار سے بکند عین وقت
لڑائی میں جب کہ دونوں طرف سے بہادر اپنی شجاعت کی داد دے رہے تھے - اور لڑائی نہایت
سرگرمی سے ہو رہی تھی - اور مسلمانوں کا حوصلہ پست ہوتا جاتا تھا غیبی نصرت کیطرح
ایک صحابی حضرت زبیر رض جو قریش کے شریف قبیلہ میں سے ایک عربی نوجوان تھا - تھوڑی
سی کمک لیکر میدان جنگ میں اپنے ہم مذہب مسلمان بھائیوں کیطرف آ موجود ہوا
اور اسے معلوم ہوا کہ اسلامی لشکر کا پلہ ہلکا ہے - اور ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ افسر فوج

کہاں ہے لیکن وہ کہیں نظر نہ آیا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ عبداللہ سپہ سالار فوج اسلام اپنے خیمہ میں ہے۔ تو زبیر نے سیدھا خیمہ کا رخ کیا۔ اور وہاں جاکر اس کی اس پست ہمتی پر کچھ ملامت کی عبداللہ نے عزق بجبیں ہوکر اپنے پیچھے رہنے اور اپنے آپ کو میدان جنگ سے علیحدہ رکھنے کی وجہ بیان کی۔ زبیر نے کہا کہ یہ گھبرانے کی کونسی بات ہے۔ تم بھی ایک اشتہار اس مضمون کا اپنی فوج میں دیدو کہ جو شخص جرجیس کا سر کاٹ کر لائیگا تو اس بہادری کے صلہ میں اس کو ایک لاکھ اشرفی اور ماہر و شہزادی دختر جرجیس انعام میں ملیگی۔ عبداللہ نے اس نصیحت پر عمل کیا کہ اس مضمون کا اشتہار اپنی فوج میں دیدیا۔ دوسری صبح کو تہوڑی سی فوج روانہ کی۔ جو بچاؤ کے لیئے کافی خیال کیجا سکتی تہی۔ اور باقی فوج کو اپنے کیمپ میں رکھا جب آفتاب سمت راس پر پونچا اور دونوں طرف کی فوجیں تہکی ماندی اپنے خیمہ گاہوں میں چلی گئیں تو عبداللہ اور زبیر اپنی پس ماندہ فوج کو لیکر تہکے ماندے رومیوں پر نہایت سرگرمی سے حملہ آور ہوئے۔ خوب لڑائی کے بعد زبیر نے رومی سپہ سالار کا پتہ نکالا اور اس کو قتل کرڈالا۔ وہ اس محبوبہ ماہر و شہزادی جو ہر ایک معرکہ میں اپنے باپ کے ہمرکاب رہا کرتی تہی۔ اس کے انتقام لینے کو آگے بڑہی۔ اسلامی فوج نے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور وہیں گرفتار ہوگئی۔ رومی فوج کو شکست فاش ہوئی۔ اور وہ نہایت ہی دولت مند شہر سفیطلہ کی طرف فرار ہوگئے پھر مسلمانوں نے وہاں جاکر بھی اس شہر کو فتح کرکے خوب لوٹا تہا۔

جرجیس قتل ہوگیا۔ اور لڑائی ختم ہوگئی۔ ظاہر میں ابھی مشتہرہ انعام کا دعویدار عبداللہ کو معلوم نہ ہوا۔ کیونکہ اسے زبیر نے قتل کیا تہا۔ جو اپنی مخلصانہ دلدادگی بجا استرضائے الٰہی اور کوئی خیال نہ رکھتا تہا۔ وہ خاموش تھا۔ الا اس کی بیٹی اس جری نوجوان زبیر کو دیکھکر رو تی تہی۔ جس سے اس قتاح کا نام ظاہر ہوگیا۔ اور معلوم ہوگیا کہ

نیشاپور سے خراج آتا ہے۔ کہیں افریقہ کی طرف سے محاصل بیت المال میں جمع ہو رہا ہے
غرضیکہ ہر ایک قسم کی خدائی نصرت دکھائی دے رہی ہے۔ لیکن جہاں خار ہے وہاں
گل بھی ہے اور یہاں کمال ہے وہاں زوال۔ اب وہ دن بھی قریب آگئے ہیں کہ
موسم خزاں اپنی زبردست دل آزار طاقت سے پھولوں کو پژمردہ کر دے۔ اور
کمال کو زوال سے مبدل ؎

اس گلشن ہستی میں عجب دید ہے لیکن ؛ جب چشم کھلے گل کی تو موسم ہے خزاں کا

اب پہلی بدشگونی تو حضرت اقدس فداہ امی وابی محمد رسول اللہ کی مہر کا حضرت
عثمان سے چاہ ردمہ میں گر جانا۔ جس سے زوال نعمت کے لئے ایک خفی نشان کا پتہ
ملسکتا ہے۔ اور پھر صحابہ کرام کا بوجہ قربت بنی امیہ جو جلاوطنی سے حضرت نے واپس
منگوائے تھے اور پھر اعلیٰ مراتب پر اُن کو مقرر کیا گیا تھا۔ اور اُن کے وظائف کی
ایزادی میں بیت المال کے خرچ ہو جانے کی بھی بوجہ جبلی عادت فیاضی کی پرواہ نہ
کی جاتی تھی۔ بہت کچھ ناگوار معلوم ہوتا تھا۔ سو اب ہر ایک طرف سے خزاں کی ہوا
شروع ہو گئی۔ اور واقعہ شہادت اور حاضری دربار حضرت محمد رسول اللہ صلعم
کا وقت قریب آگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زمانہ خلافت میں ایک سپہ حسن کا
سپہ سالار مغیرہ بن شعبہ تھا۔ ہندوستان کی طرف بھی روانہ کیا تھا۔ وہ طے
منازل اور قطع مسافت کرتا ہوا کالی کٹ پر پونچا۔ گو عربی بولی کی مہارت تو
کسی کو نہ تھی۔ لیکن اسلام کی روحانی فیض اور الٰہی نصرت نے ایسی مقناطیسی طاقت
وہاں پر نمودار کی کہ اسلامی خوبیوں اس شہر کے والی جو راجہ موزن تھا مسلمان
کئے بغیر نہ چھوڑا۔ پھر تمام شہر اپنے حاکم کو دیکھ کر مشرف باسلام ہوا۔ اور صدائے
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بجائے رام رام کے بلند ہوئے۔ الحمد للہ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

واقعہ شہادت

یہہ پر ملال واقعہ واقعی ایک ایسا جانگداز وقوع ہی جو جہان کی بے ثباتی اور اس
دار ناپایدار کا غدار بیوفا ہونا ثابت کرتا ہے - اور رحیم اور سخی دل خلیفہ ثالث کو اپنی
جفاکاری سی مظلوم بناکر در اصل بحضوری حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلعم بناتا
ہے سنہ ۳۴ ہجری سے فساد ہونا شروع ہوا - کیونکہ ہم ذکر آئی بنی امیہ کی قربت
اور بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز ہوتا یہہ کسی کو پسند نہ تہا - چنانچہ اہل کوفہ کے
ایک گروہ نے آپسمیں کمیٹی برخلاف خلیفہ ثالث کے قایم کی - اور آپسمیں کہتے
تہے کہ عثمان رضی اللہ تعالے عنہ نے کسی حقدار کو حق نہیں پہونچایا - بلکہ اپنی
کنبہ پروری کے خیال سے اپنے خویش واقارب کی بہت رعایت کی ہے جہاں
کہیں عامل بنانا ہوتا ہے تو اپنے ہی کسی قریبی رشتہ دار کو عامل مقرر کردیتے
ہیں خواہ وہ اس عہدے کے قابل ہو یا نہ ہو - جابجا صوبجات اور ملکوں میں اپنے
رشتہ داروں کو عامل بنا رکھا ہے - باوجودیکہ وہ اس اہم امر اور عظیم الشان
طریق حکمرانی سے بالکل بے بہرہ اور ناقابل ہیں - دن بدن ایسی ایسی باتیں
لوگوں میں مشہور ہوگئیں - اور مخالفت کے آواز کانوں میں آنے لگے - اسپر
سعید ابن العاص نے جو اسوقت والئی کوفہ تہا - حضرت عثمان رضی اللہ تعالی
عنہ کی خدمت میں عرضداشت تمام حال کو قلمبند کرکے خفیہ طور پر روانہ کیا
اس عرضداشت کے جواب میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ یہہ حکم لکھا
کہ جو بانی مبانی فساد ہیں ان کو ملک شام میں معاویہ کے پاس بہیجدو - اس
حکم کے آتے ہی سعید ابن العاص نے فوراً تعمیل حکم سے کام لیا - اور اس مفسدہ
کمیٹی کے ممبروں کو ملک شام میں روانہ کردیا - جو لوگ شام کو بہیجے گئے - ان

میں الحارث بن ملک جو اشتر النخعی سے مشہور تھا۔ اور ثابت بن قیس النخعی اور جمیل ابن زیاد اور زید بن صوبان العبدی اور اسکا بھائی صعصعہ اور جندب بن زہیر و عروہ بن الجعد اور عمرو بن الحمق بھی شامل تھے۔ جب لوگ شام میں امیر معاویہ کے پاس پہنچے تو وہاں بہت کچھ بحث و مباحثہ اور قیل و قال ہوتی رہی۔ اور دونوں طرف سے مختلف قسم کے سخت جواب و سوال ہوتے رہے آخرش امیر شام نے ان لوگوں کو سخت ڈرایا۔ اور بڑی بڑی دھمکیاں دیں اور کہا کہ اس مخالفت کا نتیجہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ مگر مخالف دل کب سنتا ہے انہوں نے ایک نسنی بلکہ ایسی ناشائستہ حرکت سے پیش آئے کہ امیر شام کی داڑھی پکڑ لی۔ اور بہت سے بے ادبانہ اور ناشائستہ حرکات انہوں نے کیں۔ جن کو حرف بحرف امیر شام نے لکھ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کی خدمت میں روانہ کر دیا وہاں سے حکم ہوا کہ ان کو پھر سعید بن العاص کے پاس کوفہ میں روانہ کر دو۔

جب وہ کوفہ میں آئے تو اس سفر کی برکت یہہ ساتھہ ہی لائے کہ پھر برملا حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی شکایت اور مخالفت شروع کر دی۔ اور ہر ایک جگہ اور مجالس میں یہی تذکرہ شروع تھا۔ اس تحریک کا یہہ نتیجہ نکلا کہ تمام اہل کوفہ مخالف کمیٹی کے ساتھہ متفق الرائے ہوگئے اور تمام کوفہ بغاوت پر آمادہ ہوگیا۔

۳۴ سنہ ہجری کو سعید بن العاص خود آستانہ بوس حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ ہوئے۔ اور تمام ماجرائے بغاوت اور فساد کا حضرت خلیفہ برحق کے سامنے عرض کیا۔ جسپر حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ کوئی لوگ کیا چاہتے ہیں سعید بن العاص نے عرض کی وہ چاہتے ہیں کہ ابو موسی اشعری ہمارا سردار ہو۔ اسبات کو سنکر حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ نے ابو موسے اشعری کو کوفہ کا حاکم مقرر کر کے کوفہ کی طرف روانہ کیا +

اب کوفیوں کی آرزو پوری ہوئی - اور ابو موسی ان پر حاکم ہوکر آئے - انہوں نے آکر ایک مجمع عام میں غالباً جسمیں تمام اہل کوفہ موجود تھے - خطبہ پڑھا - اور وعظ و نصیحت کی اور اس کے ضمن میں یہہ بھی بیان کیا کہ تم خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کی اطاعت سے منحرف ہونا نہ چاہیے - ایسا نہ ہو کہ کہیں تم پر کوئی اور بلا نازل ہوجاوے - ہس بات کو تمام نے قبول کیا اور تمام منقاد و فرمان عثمان ہوئے لیکن کوفہ کے مخالفت کا یہہ ہی بد اثر پیدا ہوا کہ صحابہ میں بھی اختلاف ہوگیا - ایکدوسرے کو رقعے نامے لکھنے شروع کئے بعض نے لکھا کہ ہم جہاد کریں گے - اور عثمان کو معزول کریں گے تم ہمارے پاس چلے آؤ بعض انہوں نے بھی آپسمیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کی بہت سی شکایات کا دروازہ کھولا - اور کسی صحابی نے ان کو اس مخالفت سے منع نہ کیا - غرضکہ ہر ایک طرف سے دروازہ فتنہ و فساد کا کھل گیا - وہ لوگ جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کے شاکی تھے ان کے نام یہہ ہیں -

زید بن ثابت ابو سید السعدی حبان بن ثابت کعب بن مالک ان کے ماسوائے اور بہی ساتھ شریک اگرچہ نہ تھے - لیکن ان باتوں اور شکایتوں کو سنکر خاموش ہوجاتے تھے - جن کو انکا خاموشی بہم رضا کی طرح اسی ہی گروہ کے شمولیت کا ممبر ہونا ثابت کراتا ہے -

اس فساد اور عداوت کی اول وجہ یہہ بیان کی جاتی ہے کہ خلیفہ ثالث رضی اللہ تعالے عنہ نے ابن سعید العاص جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاوطن کروایا تھا اور جس کی نسبت حضرت اقدس صلعم کا حکم خلیفہ اول حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالے عنہ اور خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد خلافت میں قائم رہا تھا اس کو خلیفہ ثالث عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے واپس بلا لیا تھا -

وجہ دوم مخالفت یہ [illegible]رت عثمان رضؓ نے مروان بن الحکم کو پانچواں حصّہ مطلوبہ افریقیہ
جس کی قیمت پانچ لاکھ دینار سالانہ آمد تھی - دیدیا تھا - اس امر کی نسبت شعراء نے
بھی اپنے مختلف طریق پر طبع آزمایاں کی ہیں - چنانچہ عبدالرحمن کندی کہتا ہے
(ترجمہ اشعار عربی) مجھے خدا کی قسم ہے اُس ذوالجلال خدا نے کوئی عبث اور
بے فائدہ نہیں بنایا - مگر تونے ہمارے لئے ایک فتنہ برپا کر رکھا ہے کہ ہم اور تم دونوں
اس میں آزمائے جاویں -
پہلے جو دو خلیفہ گذرے اُنہوں نے تو (بعد رسول اللہ) ایک ہدایت کا مینار قائم
کر دیا تھا اور انہوں نے کوئی دینار و درہم فریب سے نہیں لیا - اور نہ ہی بیت المال کو
اپنی نفسانی خواہشات میں صرف کیا - مگر تونے ایک ملعون کو اپنا قرین بنایا جس
کی تاثیر یہہ ہوئی کہ ماسبق طریقہ کو تمام نیست و نابود کر دیا - تونے اہل اسلام کے
حقوق کو ضایع کر کے جو مال تمام مسلمانوں کا تھا - اُس کا پانچواں حصّہ مروان کو
دیدیا - تونے اپنی ہی کنبہ پروری کی اور لوگوں پر ظلم کیا - اور کسی حق کی حق رسی نہ
کی - اور ایسے ایسے بہت اشعار ہیں جو حضرت عثمان غنی کی مخالفت پر لکھے گئے جنہوں
نے تمام ملکوں میں حضرت عثمان کی مخالفت کی آگ بھڑکا دی -
تیسری وجہ مخالفت - باغ فدک - جو بیت المال کا حق تھا مروان نے بوجہ اپنے وسیع
اختیارات کے اُس کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور اس کی آمدنی جو مسکینوں اور فقیروں کا
طعمہ تھا - اُس کو اپنی مصارف میں خرچ کرنے لگا - اور بیت المال میں ایک پائی بھی
تک نہ پہونچائی - یہہ باغ عمر و بن عبدالعزیز کے زمانہ تک مروانیوں کے قبضہ میں رہا
آخرش اُس نے اولاد مروان سے چھین کر بیت المال میں شامل کر دیا -
چوتھی وجہ مخالفت کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے خلیفہ ہوتے ہی منبر
کے دونوں زینہ چھوڑ کر جس پر خلیفہ اول ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ اور خلیفہ ثانی عمر رضؓ

قیام فرمایا کرتے تھے - اوپر کے زینہ پر جہاں سید الانس والجان قیام فرمایا کرتے تھے
کھڑے ہوکر وعظ تلقین فرمایا کرتے تھے جو لوگوں کو اور صحابہ کرام کو سخت ناگوار ہی معلوم
ہوتا تھا -

پانچویں وجہ مخالفت - لوگوں میں عام پرچا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے
قابلیت اور استعداد کا کچھہ لحاظ نہیں کیا - اور قابل قدر ذی استعداد تجربہ کار لوگوں
کو معزول کرکے اُن کی جگہ اپنے خویش و اقارب خواہ وہ کوئی بھی تمدنی طریق نہ جانتے
تھے بھرتی کر دیا - مثلاً عمرو ابن العاص کو معزول کرکے اپنے بھائی عبد اللہ ابن مسعود
کو اس کی جگہ پر مقرر کر دیا - اور یہہ بھی الزام لگایا جاتا تھا کہ آپنے تمام بیت المال کا
روپیہ مفت خوروں کو جو اکثر آپ کی سسرال کی طرف سے رشتہ دار تھے دیکر تباہ کروایا
سو ایسے الزامات نے صحابہ کرام کے دل میں بھی حضرت خلیفہ ثالث کی بہت بدظنیاں
ڈال دی تھیں - آپکے مخالف کی رائے کی تردید کوئی نہ کرتا تھا - بلکہ آپ کی مخالفت میں
حتی المقدور جہاں تک ہو سکا زیادہ ہی زیادہ فساد برپا ہوتا گیا

جب حضرت عثمان رض کو معلوم ہوا کہ اُن کی فیاضی اور دریا دلی مقتضا داثر پیدا کرکے
اُن پر باعث الزام او جرم ہوئی ہے تو بتقاضائے بشریت آپکے دل کو ایک سخت
صدمہ پہونچا جس سے آپ کی طبیعت میں جوش پیدا ہوگیا - آپنے منبر پر کھڑے ہوکر
بعد حمد و صلوۃ ارشاد فرمایا کہ بیت المال کا جمع کرنا یہہ خدا کا مال ہے - اور اسکا تقسیم کرنا
بحیثیت خلیفۃ الوقت ہونے کے میرے اختیار میں ہے - جس طرح چاہوں بحکم خالق اللہ

[1] حضرت عثمان ذوالنورین کا اوپر زینہ پر جہاں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلعم قیام کرکے وعظ فرمایا کرتے تھے جانیں وجہ تھا - کہ آپنے جانا
کہیں بھلا یہ ممکن ہے صدیق اکبر مدرجہ کے مستحق ہو سکوں کہ انکی جگہ پر کھڑا ہو جاؤں اور نہ ہی مجھہ میں وہ عدالت ہے کہ عمر فاروق کے
قیام کی جگہ اختیار کروں اب باقی رہا رسول اللہ صلعم ان کے مرتبہ کو میں حاصل نہیں کر سکتا - کیونکہ رسالت اب ختم ہو چکی ہے
اور وہاں کا قیام دوسرے شخص کو رسالت کا مرتبہ حاصل نہیں کرا سکتا - نہ کوئی اور شبہ ہو سکتا ہے -

ورسول اسکا تصرف مجھے جائز اور درست ہے۔ پہر یہہ دعا کی کہ اے مولا میرے مخالفین کو پشیمان کر کہ وہ اس اپنی مخالفانہ کارروائی سے پشیمان ہوویں۔ اور میری مخالفت نہ کریں۔

حضرت عثمان رضی تعالی عنہ کی یہ تقریر سنکر حضرت عمار ابن یاسر (جوان مسلمانوں میں تہے) جو سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئے تہے اور ان کی نسبت حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تہا۔ کہ عمار میں سر سے پاؤں تک ایمانداری کوٹ کوٹ کر بہری ہوئی ہے) اُٹھہ کہڑے ہوئے اور خلیفہ ثالث کی کلمات کی تردید کی۔ جسپر چند بنی امیہ جو حضرت عثمان کے رشتہ داروں سے تہے اُس بزرگ صحابی پر حملہ آور ہوئے۔ اور اسقدر مارا کہ حضرت عمار غش کہاکر زمین پر گر گئے۔ حضرت عثمان کے اس ظلم کی خبر تمام ملکوں میں پہیل گئی اس زدوکوب کو سنکر حسرت زدہ تمام لوگ دست بدندان تہے۔ کہ رسول عربی صلعم کے ایک خاص دوست کے ساتہہ جلاوطن رسول بنی امیہ نے ایسی بدسلوکی کی ہے اور کسی کی ان کے سامنے کیا وقعت ہوگی۔ اب سرگروہ مفسدان ابن کعب کو کچہہ (جو پہلے یہودی تہا) موقعہ ملگیا کہ وہ اپنے یہودی دل کے آتش مخالفت کو مسلمانوں کے باہمی خنگی خانہ سے ٹہنڈا کرے۔ اُس فتنہ پرداز نے یمن سے لیکر حجاز اور وہاں سے بصرہ کوفہ شام اور مصر میں جاکر خلیفہ وقت اور ان کے مقربان بارگاہ کی برخلاف شکایات کر کے لوگوں کو بہڑکانہ شروع کر دیا اور لوگوں کو حضرت علی کرم اللہ وجہ کے زیادہ ارادتمند پاکر حضرت علی مرتضے کی خلافت کا استحقاق ثابت کرنے پر زور دیا۔ اور کہا حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ نے ان کا حق چہین لیا ہے۔ اور تحریراً و تقریراً اسپر زور دیا اور لوگوں کے دلوں کو اسطرف جہکا ہوا دیکہہ کر یہہ صلاح دی کہ تمام لوگ جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کے شاکی ہیں وہ ایک ہی وقت

حصص سے ایک جگہ جمع ہوکر بہانہ بتائیں کہ ہم ارادہ حج کو جمع ہو رہے ہیں۔ جب جمع ہوجاویں تو یکدم مدینہ میں جاکر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عہدہ خلافت سے معزول کرکے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو خلیفہ وقت بنائیں۔ ابن کعبہ کو اپنی سازش میں کامیابی ہوئی۔ اور ہر طرف سے لوگ جوق در جوق آنے شروع ہوگئے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ قبائل بنی ہزیل اور بنی مخزوم و بنی غفار کو بسبب عبداللہ بن مسعود رضہ و ابوذر رضہ و عمار بن یاسر کی رنجیدگی تھی۔ کیونکہ عبداللہ بن سرح عامل مصر نے لوگوں کو سخت ہی تنگ کر رکھا تھا مقدم الذکر قبائل نے ایک جماعت مدینہ منورہ میں آئی اور حضور خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے حاکم عبداللہ بن سرح کی شکایت کی۔ اس شکایت پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نصیحت نامہ جو کچھ تنبیہ اور تہدید پر مبنی تھا عبداللہ بن سرح کو لکھا اور نیچے اس کے یہ حکم لکھا کہ مظلوموں کی دادرسی اور حق رسانگی میں نہایت ہی کوشش کو کام میں لایا کرے۔ عبداللہ نے یہ حکمنامہ دیکھتے ہی اور اپنی گوشمالی کو پڑھتے خلاف وزری حکمنامہ کرکے ان بیچارے چپراسیوں سے سخت بری طرح سے پیش آیا۔ اپنی تنبیہ اور تہدید کے بجا ان بیچاروں کی شامت آگئی۔ اور مظلوموں کی دادرسی کے عوض انپر ظلم کا بادل برسایا۔

عبداللہ کی اس کاروائی نے مصریوں کے دلوں پر بہت ہی برا اثر پیدا کیا۔ اہل مصر کے ایک گروہ مثل علقمہ و عبدالرحمن بن عدیل بلوی و کنانہ بن البشی اور سودان بن عمران السکونی نے ۳۹ ہجری کو بجمعیت ایک ہزار جوان مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تاکہ ابن سرح کی سختیوں اور ظلم سے رہائی پاویں۔ اور ان کے ساتھ محمد ابن ابی بکر رضہ اور محمد بن حذیفہ بھی تھے۔ اور راہ میں کچھ لوگ کوفہ کے اور کچھ

بصرہ بھی ہمراہی اہل مصر ہو گئے کیونکہ ان کے دل کو بھی ابن کعبہ نے حضرت عثمان رضہ
کی مختلف شکائتیں سنا کر بدظن کر دیئے تھے۔ بعد قطع منازل وہ لوگ مدینہ
منورہ کے باہر تین میل کے قریب خیمہ زن ہوئے۔ یہ بحسب ارادت دلی تین
قسم پر تھے۔ بصرہ کے لوگ حضرت طلحہ رضہ کو دوست رکھتے تھے۔ اور اہل کوفہ
حضرت زبیر رضہ کے ارادتمند تھے۔ اور مصری لوگ اپنے آپ کو حضرت علی رضہ
محبّوں میں شمار کرتے تھے۔

ارباب خروج نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف عرضداشت لکھی
کہ ہم لوگ مظلوم ہو کر یہاں آئے ہیں۔ فیصلہ کرنے کے لئے یا تو ہمارا انصاف
کیجئے اور ہماری شکایات کو دور کیجئے۔ ورنہ عہد خلافت سے دست بردار ہو جیئے ہم
جس کو چاہیں خلیفہ مقرر کریں۔ ان کے آنے کے بعد جمعہ قریب تھا۔ جمعہ کے دن
حضرت عثمان رضہ باہر تشریف لائے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ نماز جمعہ پڑھی۔
بعد اختتام نماز آپ نے خطبہ پڑھا۔ اور ان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔

اے لوگو سنو! خدا جانتا ہے اور اہل مدینہ بھی اس امر سے واقف ہیں۔ کہ تم پر
رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔ محمد بن مسلم الانصاری نے کھڑے
ہو کر تائید کی۔ اور کہا میں بھی اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ واقعی یہ لوگ ملعون
ہیں۔ اس بات کے سننے سے اہل خروج کی آتش غصہ زیادہ مشتعل ہوئی۔ اور بے تحاشا
پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ چنانچہ ایک پتھر منبر پر خلیفہ ثالث رضہ کو ایسا لگا کہ
آپ بیہوش ہو کر منبر سے گر پڑے۔ اور لوگوں نے اٹھا کر ان کو ان کے گھر پہنچایا۔
سنا جاتا ہے کہ اہل مدینہ میں سے ہی ایک جماعت نے بھی حضرت عثمان رضہ کا
مقابلہ کیا۔ جو چند معزز صحابی تھے۔ مثلاً سعد بن ابی وقاص و زید بن ثابت رضہ
حسن بن رضہ علی کرم اللہ وجہہ اور ابو ہریرہ رضہ حضرت عثمان رضی اللہ نے انکو

ایک قاصد کے ذریعہ چلے جانے کے لئے کہلا بھیجا۔ وہ چلے گئے اور زیادہ تعرض نہ کیا۔

جب سب لوگ چلے گئے تو حضرت عثمان رضہ مسجد میں تشریف لائے۔ اور آپنے ۳۳ روز نماز لوگوں کے ساتھہ پڑھی۔ پھر بوجہ خوف مفسدان مسجد کا آنا بھی چھوڑ دیا۔ بعض ۳۰ دن کہتے ہیں بعض ۴۰ ایام کی ترجیح دیتے ہیں۔ کہ خلیفہ ثالث رضہ ۴۰ یوم تک اپنے دولت سرائے میں محصور رہے۔ حضرت عثمان رضہ نے اس گھبراہٹ کے عالم اور پریشانی کے وقت میں جب کہ آپ کو ہر ایک طرف سے نشانات زوال ہی نظر آرہے تھے اور خیال قیام فتنہ کا دلیرانہ گہر رہا کر حضرت عثمان رضہ کی حالت کو رحم طلب حالت کر رہا تھا۔ اُسوقت آپنے یہہ تجویز سوچی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر اس معاملہ میں مشورہ کریں اور اسکے دفعیہ کے لئے شاید کوئی صورت نکل آئے۔ آپنے حضرت ابوالحسن کو بلایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ تشریف لائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اے ابوالحسن اس معاملہ میں کیا کیا جاوے۔ کہ آتش فتنہ فرو ہو۔ حضرت اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ نے عرض کی کہ میری رائے میں یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ عام دربار لگائیں جس میں تمام لوگ اہل خروج جمع ہوں۔ پھر آپ منبر پر کھڑے ہوکر اس مجمع عام میں اپنے ماسبق فعل اور قول کی نسبت معافی چاہیں۔ اس سے اُمید ہے کہ آپ پر تمام مسلمان خوش ہوجاوینگے۔ اور فساد فرو ہوجاویگا۔ خلیفہ ثالث نے اپنے اُس خلیفہ مشیر اور خیرخواہ اسلام کی صلاح کو پسند فرماکر حکم صادر فرمایا کہ تمام لوگ مسجد میں جمع ہوں۔ جب تمام لوگ کہہ ومہ شریف و وضیع مسجد میں جمع ہوگئے اور اُس معمر خلیفہ نے منبر پر کھڑے ہوکر بعد حمد و صلوٰۃ فرمایا۔

یا ایہا الناس۔ آپ جانتے ہو کہ میں بھی ایک انسان ہوں اور انسان سے [illegible] سہو و خطا ہوا کرتے ہیں۔ میں اپنے آپ کو معصوم نہیں کہہ سکتا ہوں۔ اگرچہ

کوئی قصور بتقاضائے بشریت سرزد ہوا ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ آپ بموجب فرمان سید الانس والجان محمد رسول اللہ صلعم اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ کے توبہ کرتا ہوں۔ کیونکہ اسوقت میرے لئے توبہ سے بہتر اور کوئی چیز نہیں کیونکہ اب میری عمر کا زمانہ اخیر پر ہے۔ جس کو تم میں سے کچھ کہنا ہو وہ کہہ دے ہم انشاء اللہ اچھی طرح سے اسکی حق رسی اور دادرہی میں سعی کرینگے۔ اس خطبہ کے ختم کے بعد آپ منبر سے اُترکر اپنے دولت سرائے میں تشریف لائے۔ اسوقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کی غیبوبیت میں اس مجمع عام کو فرمایا کہ اے مسلمانوں جو کچھ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ پر واجب تھا ہوں نے کہہ سنایا۔ وہ اپنا حق ادا کر چکے۔ خدا اُن کو توفیق دے۔ اس موثر تقریر سے لوگوں کے دل پگھل گئے۔ اور کچھ بدظنی حضرت عثمان رضہ کیطرف سے لوگوں کے دل سے دور ہوئی۔

تھوڑی دیر کے بعد چند آدمی آپ کی ملاقات کے واسطے آپکے در دولت پر حاضر ہوئے۔ مروان نے اُس کے ساتھ بہت بدسلوکی کی۔ جو اُن کو ناگوار گذری۔ جس سے اُن کی دوستی مبدل بہ دشمنی ہوگئی۔ اور فتنہ کی بجھی ہوئی آگ پھر سلگ اُٹھی۔ اور حسن ظنی بدظنی کے روپ میں آگئی۔ جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ اہل بغاوت نے شورش کر کے دولت سرائے حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کو گھیر لیا۔ حضرت عثمان رضہ نے کھڑکی سے سر باہر نکالکر دیکھا۔ اُسوقت اہل فتنہ نے کچھ سوال معترضانہ طور پر کئے۔ جن کے جواب خلیفہ ثالث رضہ نے ایسے معقول دیئے۔ اہل فتنہ ہمہ تن مسکوت اور مجہول ہوگئے۔ اور آپ نے اُسوقت یہی فرمایا کہ میئنے اپنے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ لَا یَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلٰثَۃٍ اَلْکُفْرُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَالزِّنَا بَعْدَ الْاِحْصَانِ وَقَتْلُ النَّفْسِ بِغَیْرِ الْحَقِّ۔ کہ

نہیں حلال کسی مسلمان کو قتل کرنا۔ مگر جسمیں ان تینوں میں ایک خصلت پائے کہ وہ
مرتد ہوگیا۔ یا اُسنے بیوی ہوتے ہوئے زنا کیا ہو۔ یا وہ کسی نفس کو بغیر کسی حق کے قتل کر
ڈالے۔ سو میں ذوالجلال خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں جسنے مجھے ایمان کی توفیق دی ہو
میں ایمان لانے کے بعد مرتد نہیں ہوا۔ اور مجھے قسم ہے اُس عالم پروردگار کی
میں اُس گھڑی تک مرتکب زنا نہیں ہوا۔ اور مجھے قسم ہے اُس عالم الغیب والشہادۃ
کی کہ مینے آجتک کسی نفس کو ناحق قتل نہیں کیا۔ بلکہ جب سے اُس میرے پیارے
حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ کو بعیت رضوان میں اپنا
ہاتھ قرار دیا تھا تب سے مینے اس ہاتھ سے اپنی عورت کو مساس ہی نہیں کیا۔ ایسی دلاویز
اور دلسوز تقریر سے ان معترضوں کے سینہ میں غضب کی آگ کچھہ فرو ہوئے اور صلح کرنے
پر راضی ہوگئے۔ مگر کنانہ بن بشر و نیز دیگر رشتہ دار کنانہ وہ راضی نہوسکے۔ اور فساد
کی شرارت کو زیادہ ہی زیادہ مشتعل کیا۔ اور اشتعال نار فساد میں سعی کرتے رہے
حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ نے اہل فتنہ کو دیکھا کہ بشر وغیرہ ہمراہی اس کے
اس فساد کو کسی حد تک پہونچائے بغیر رہیں گے۔ آپنے حضرت عبداللہ بن عمر رض
کو بلاکر مشورہ کیا کہ تمہاری اس معاملہ میں کیا رائے ہے اور یہہ فتنہ کس طرح بجھہ
ہوسکتا ہے۔ اسپر عبداللہ بن عمر رض نے اہل فتنہ سے دریافت کیا کہ تم کیا چاہتے
اُنھوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ مسند خلافت حضرت عثمان چھوڑ دیں۔ جس کو چاہیں۔
خلیفہ اپنی طرف سے بنائیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رض نے یہہ حال دریافت کرکے
حضرت عثمان رض کو عرض کی کہ اے خلیفۃ المسلمین آپ جانتے ہیں کہ آپکی عمر
قیامت تک تو رہتی نہیں۔ اگر آپ اس خوف سے عہدہ خلافت کو چھوڑ دینگے
تو سراسر بدعت میں داخل ہوگا۔ اور پھر لوگوں میں امر رائج ہوجاویگا۔ کہ جب وہ
چاہیں خلیفہ کو تخت خلافت سے معزول کردیویں گے۔ اور اپنے منشا کے مطابق

وہ قابل ہو یا نہ ہو۔ خلیفہ مقرر کر دیں۔ آپ قتل سے نہ ڈریں۔ کیا آپ نے حضرت اقدس
محمد رسول اللہ صلعم سے (فداہ امی وابی) نہیں سنا۔ کہ آپ کے شان میں فرمایا تھا
یانزع قمیص الی اللہ پہ ظاہر ہے کہ یہہ قمیص امر خلافت ہے آپ اس کو نہ اُتاریں
آپ بموجب فرمان کتاب وسنت مخالفین کو دعوت فرما دیں اگر قبول کر لیں فبہا
ورنہ آپ اپنا حق ادا کرنے میں معذور خیال کئے جاوینگے۔

اس مذکورہ بالا مشورہ پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ اپنی طرف سے
مخالفین کی طرف دعوت الی اللہ کے لئے مغیرہ بن شعبہ کو ارسال کیا۔ حضرت
مغیرہ نے موافق کتاب وسنت بہت کچھ وعظ ونصیحت کیا۔ بھلا مخالف دل اسکو
کیوں قبول کریں گے۔ مخالفین کو وہ کارروائی بالکل مخالف طبع سوجھی۔ اور حضرت
مغیرہ بن شعبہ اس مفوضہ ڈیوٹی میں ناکامیاب ہی واپس آئے۔

پھر خلیفہ ثالث رضی اللہ تعالی عنہ اس اہم کام پر عبد اللہ بن سلام کو اس کام
پر تعینات کیا۔ اُنہوں نے جا کر مخالفوں کو مخاطب کر کے کہا یا ایہا الناس تم نے
کیوں ناحق خلیفہ ثالث کے خون گرانے پر کمر باندھی ہے۔ خدا اور رسول صلعم سے
ڈرو اور اپنے امام کی اطاعت میں ثابت قدم رہو۔ اگر تم خلیفہ رسول صلعم کو شہید
کروگے تو یہہ بدرسم تاقیام قیامت دور نہ ہوگی۔ خلفاء قتل کئے جاوینگے ان کا
گناہ تمہیر ہی ثابت ہوتا جائیگا۔

دوسرے یہہ کہ جب حضرت سید جن وانس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے ہیں تب سے خدا کے محافظ فرشتے اس مبارک
شہر کی حفاظت کرتے ہیں تمہارے خلیفہ کے قتل سے وہ اپنی محافظت کو چھوڑ
دینگے۔ پھر تم کو ہمیشہ اپنے دشمنوں سے سخت سخت تکلیفیں اور مصیبتیں جھیلنی پڑینگی۔
تیسرے یہہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کے تم لوگوں پر کئی حق ہیں۔ تم ان حقوق

کہ اسی وقت ہی اپنی گردنوں سے اتار سکو گے کہ جب حضرت عثمان خواب گاہ آرام فرما رہے ہوں تو اُن کو جگانے کی بھی تکلیف نہ دو کیونکہ یہ تمام الادب ہے جو تھے بہر کہ اب اُن کا زمانہ زندگانی کا پیمانہ لبریز ہونے کے قریب ہے۔ تو اُن کو اس بڑھاپے کی حالت میں کیوں ستاتے ہو رحم کرو۔

بلاد شمن کا سخت دل اور کینہ سوز سینہ ایسی ایسی قابل قدر باتوں سے کب کچھ حصہ لے سکتا ہے مخالفوں نے ان باتوں کو کانوں میں اڑا دیا۔ اور اپنے اندرونی جوش سے برہم ہوا۔ عبداللہ بن سلام بھی اپنے عہدہ کے اصلاح انداز نتیجہ سے محروم ہی پھرے اور کچھ کامیاب نہ ہوئے۔ پھر حضرت عثمان رضہ نے عمرو بن العاص کو ارسال کیا وہ بھی پہلوؤں کی طرح فقرہ ثالث کی مانند قوم سے جواب ہی جواب پاکر واپس چلے گئے۔

جب یہ سفیر یکے بعد دیگرے اپنی سفارت کی ڈیوٹی کو پورا کر آئے۔ لیکن وہاں کچھ بھی کام نہ چلا۔ تو پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی یہ کام بجز حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کبھی سرانجام نہیں ہوگا۔ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر اس سفارت کی تکلیف دیجئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بموجب صلاح عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اسداللہ رضی اللہ تعالیٰ کو بلایا۔ آپ حاضر ہو گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ مہربانی فرما کر اس مفسد قوم کو سمجھائیں کہ یہ میری بے حرمتی اور خونریزی سے کیا حاصل کریں گے۔ حضرت علی رضہ سفیر ہو کر تشریف لے گئے اور مخالفین کو حضرت عثمان رضہ کی عنایات سے امیدوار کر گئے اور خود ذمہ وار ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولت کدہ پر تشریف واپس لائے۔ اور حضرت خلیفہ رضہ دفعتہ سے عرض کی کہ یہ لوگ حاکم مصر کے شاکی ہیں۔ ان کی منشا ہے کہ عبداللہ بن سرح کو معزول

کرکے اُس کی جگہ محمد بن ابی بکر حاکم مصر مقرر کیا جاوے۔ بموجب صلاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ
محمد ابن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے نام قلمرو مصر کے حاکم ہونے کا پروانہ لکھدیا اور مصر کی
حکومت محمد بن ابی بکر مع اہل مصر کیطرف روانہ ہوئے جب محمد بن ابی بکر رض نے اہل
مدینہ سے رخصت ہوکر مصر کی راہ لی اور چند منزلیں ہی قطع کی تھیں کہ ایک شخص کو
دیکھا کہ حضرت عثمان غنی رض کے شتر پر سوار ہے۔ اور مصر کیطرف جھٹ پاٹ کے بھاگے جا رہا
ہے اُس کو بلا کر پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو۔ (شتر سوار) میں غلام خلیفہ
زمان حضرت عثمان رض کا ہوں اور والئی مصر کیطرف خلیفہ دوران کا پیغام لئے جا رہا
ہوں (محمد بن ابی بکر رض) کیا تیرے پاس کوئی فرمان یا خط ہے۔ (شتر سوار) نہیں
جب تلاشی لیگئی تو ایک خط سر بمہر نکلا جس میں لکھا تھا
خلیفہ وقت عثمان کی طرف سے والی مصر کو یہہ حکم ہے کہ جب محمد بن ابی بکر رض وغیرہ
مصر میں پہنچے تو اُس کو قتل کردینا۔ اور بعض کو جو فلاں فلاں ہے اُن کو قید کردینا
اور مصر کے دار الخلافہ کو اپنے ماتحت رکھنا کسی کو نہیں دینا۔

جب محمد بن ابی بکر رض نے یہہ مضمون دیکھا وہاں سے واپس آئے اور ساتھ ہی
تمام اہل مصر کو واپس لائے۔ اور وہ فوجیں اہل بغاوت جو شائد مدینہ سے ابھی
دو تین منزل تک ہی مدینہ سے واپس گئے ہونگے سب کی طرف آدمی بھیجدیا کہ تم
لوگ سب مدینہ منورہ کو واپس چلے آؤ۔
محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے واپس آتے ہی وہ خط حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے حضور میں حاضر کیا۔ کیونکہ انہیں کے ذریعہ یہہ اہم معاملہ طے ہوا تھا۔
حضرت علی رض نے خلیفہ دوران حضرت عثمان رض سے دریافت کیا کہ یہہ خط آپکا
ہے حضرت عثمان رض نے کہا واللہ غلام اور شتر میرا ہے اور خط میرا نہیں
بعد تحقیقات کے معلوم ہوا کہ اس فتنہ کا بانی مروان ہے اور حضرت اُن کے

بڑی لازمہ ہیں۔

اب اس خطا کی تلافی اس طرح قرار پائی کہ مروان کو قتل کر دیا جائے مروان کو اہل فتنہ نے طلب کیا۔ لیکن حضرت عثمان رضؓ نے بخیال فتنہ کے اپنے گھر سے باہر نہ آنے دیا مخالفین کو یہہ بات ازحد ناپسند اور ناگوار گذری اسی وجہ انہوں نے حضرت عثمان رضؓ کے گھر کا محاصرہ کیا۔ اور پانی وغیرہ اندر جانا بند کر دیا۔

حضرت عثمان رضؓ نے بالاخانہ سے اہل بغاوت کو کہا کہ تم خدا اور اسلام کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا میں وہ نہیں ہوں کہ جب حضرت سید الانس و الجان محمد رسول اللہ صلعم مدینہ میں تشریف لائے تھے ان کے لئے کوئی پانی کا کنواں نہ تھا کہ وہ پانی پی لیں تو میں نے چاہ رومہ کو اپنی گرہ سے خرید کر کے مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا تھا۔ آج میں وہ ہوں کہ اس کنوئیں سے تو کیا دریا کا پانی مجھ سے روک دیا گیا ہے انہوں نے کہا۔ اللہم نعم۔ پھر میں قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا میں وہ نہیں کہ مسجد نمازیوں پر تنگ ہو گئی تھی تو موجب فرمودہ و عادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نے لوگوں کے گھر خرید کر کے مسجد کو فراخ کر دیا۔ آج میں وہ ہوں کہ تم نے مجھ کو اسی مسجد سے روک دیا ہے کہ دو رکعت نماز بھی نہیں پڑھ سکتا۔ قالوا اللہم نعم۔ پھر میں قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا میں وہ عثمان نہیں ہوں جس نے اپنے خاص مال سے جیش عسرت کی تیاری کی۔ قالوا اللہم نعم پھر قسم دیکر کہا کیا میں وہ نہیں ہوں کہ جب میں حضرت محمد رسول اللہ صلعم (فداہ ابی و امی) کے ساتھ کوہ ثبیر مکہ پر تھا۔ ساتھ آپ کے ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ بھی تھے وہ پہاڑ متحرک ہوا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پاؤں مار کر فرمایا اُسکن ثبیر فانما علیک نبی و صدیق و شہیدان قالوا اللہم نعم۔ پھر آپ نے تعجب سے فرمایا اللہ اکبر گواہی دی ہے قسم ہے رب کعبہ کی میں اب شہید ہونگا ہیں اب شہید ہونگا ہیں اب شہید ہونگا۔

ایسی رقت آمیز تقریر سے اُن کے سنگین دل پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور نہ وہ باز آئے۔ آخر کار
حضرت عثمان رض نے مارے پیاس کے ایک قاصد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں
ارسال کیا حضرت علی رض نے بنی ہاشم کے ذریعہ چند مشکیں پانی کی حضرت عثمان رض
کے دولت سرا میں بھجوا دیں اور اپنے دونوں صاحبزادے حضرت امام حسن رضی اللہ
تعالیٰ عنہ و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عثمان رض کے دروازے پر
کھڑا کر دیا۔ کہ ننگی تلوار لے کر پہرا دیں۔ تاکہ کوئی مخالف خلیفہ دوران کو کسی قسم کی اندر
جا کر تکلیف نہ دے۔ اسی طرح حضرت زبیر رض اور حضرت طلحہ رض نے اپنے صاحبزادوں
کو کہا وہ بھی حضرت حسن حسین رض کی طرح پہرا دیویں۔ اور خلیفہ دوران کی حفاظت جان
توڑ کر نہایت سختی سے کریں۔ چاروں صاحبوں نے اپنی متعلقہ ڈیوٹی میں کوئی کسر
باقی نہ چھوڑی۔ اور دروازہ سے کسی مخالف کو یہ جرأت نہیں ہوئی۔ کہ وہ اندر جا کر
حضرت عثمان رض کو تکلیف پہنچا سکیں۔

جب اہل خلاف نے دیکھا دروازہ دار الخلافت پر علماء بنی ہاشم تعینات ہیں اور حضرت
ہم اپنے مقصد کو نہ پہنچ سکیں گے۔ موقعہ پا کر پس پشت دیوار مکان کو نقب لگا کر
اندر دولت سرائے خلیفہ دوران میں داخل ہو گئے۔ متعلقان وفاداران حضرت عثمان رض
کے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوئے۔ حضرت رض نے اُن کو روک دیا۔ اور کہا اب میرا وقت
ہو چکا ہے۔ اسلئے میں نے رات کو اپنے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور آنحضرت صلعم فرماتے ہیں اے عثمان رض کل ہمارے ساتھ روزہ افطار
کرے گا۔ تاہم بھی غیرت کا تقاضا تھا۔ کچھ اُنہوں نے مقابلہ تو کیا۔ لیکن مفسد
لوگ زیادہ تھے کسی کو زخمی کسی کو مار کر محل کی چھت پر چڑھ گئے۔

منافق شقی نے اس حالت میں جبکہ وہ سخی رحیم انسان حضرت عثمان رض نہایت
صبر و اطمینان و استقلال سے تلاوت قرآن شریف کر رہے تھے آپ کے تلوار ماری

خون حضرت خلیفہ دوران عثمان رضی اللہ تعالی عنہ صائم و قاری کا آیت فسیکفیکہم اللہ
وھو السمیع العلیم پر پڑا اور واصل بحق ہوئے - (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) اور
اپنی جانبازی اپنے حقیقی مطلوب کے روبرو نہایت ہی خوشی سے کر کے دکھائی - اور اپنا
نام صفحہ ہستی پر مقتول باللہ چھوڑ گئے -

اس جانگداز واقعہ کی خبر جب حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو پہنچی آپ گھر سے
دوڑتے ہوئے آئے ایک طمانچہ حضرت حسن رضہ کے چہرے پہ مارا اور ایک دھپڑ حسین رضہ
کو لگایا - اسی طرح عبد اللہ بن زبیر رضہ اور محمد بن طلحہ رضہ کو بہی سخت جہڑکا - اور فرمایا افسوس
ہے تمہاری اس پاسبانی پر کہ خلیفہ وقت اور دوست رسول خدا صلعم شہید ہو جاوے
تم یہاں دروازے پر کہڑے ہو - تم کو یہاں کس لیے بہیجا تہا - آخرش چاروں
صاحبزادوں نے اپنی لاعلمی کا اقرار کیا - یہہ واقعہ اسطرف سے نہیں بلکہ بے خبر دیوار
پہاند کر خلیفہ کو شہید کر دیا ہے - اس معقول عذر سے حضرت علی کرم اللہ وجہ کا
غصہ فرو ہوا -

یہہ واقعہ جانکاہ و دل آزار ذالحج ۳۵ھ ایام تشریق میں مطابق ۶۵۵ع کو درپیش
آیا - آپ کی عمر اسوقت باختلاف روایات چہتر برس یا بیاسی برس یا نوے برس کی
تہی - اور آپکا زمانہ خلافت باراں سال کم بارہ یوم تہا - آپ کی رسوم تجہیز و تکفین
حضرت علی کرم اللہ وجہ نے کرائی اور نماز جنازہ جبیر بن مطعم نے پڑہائی - اور آپ کو
بموجب ارشاد حضرت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا
حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے انتقال پر ملال پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
تعالی عنہا ارادہ حج کہ معظمہ میں تشریف لیگئی ہوئیں تہیں - سنکر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
رَاجِعُوْنَ پڑہا - اور آپنے یہہ شعر پڑہا - ع کریما از کرم گر زیادہ گشتی عمر - ترا عطیہ
زتن عمر جاودان بودے - حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو اسی لباس میں

دفن کر دیا گیا۔ جو آپ نے قتل کے وقت زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ آپ کو غسل نہیں دیا گیا اسی طرح مذبوح فی اللہ مدفون کئے گئے۔

کسی نے حضرت سعید بن مسیب سے پوچھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا حال تھا تو آپ نے فرمایا۔ بلا ریب وہ مظلوم شہید ہوئے۔ قاتل اُن کا ظالم ہے۔ اسلئے کہ آپ نے کسی سے مقابلہ نہیں کیا۔ اور خداوند تعالیٰ اُن سے بہت راضی تھا۔ وہ خلیفہ رحیم اور نرم دل تھے۔ اور کریم اور بزرگ تھے۔ اور وہ عفت اور اصلاح کے مقتدا تھے۔ اور وہ رشد و فلاح کے امیر تھے۔ وہ بدمعاشوں کو ملک سے نکال دیتے تھے وہ شب بیدار طلب خالق اللیل والنہار میں شب بسر کرتے۔ مجنون وار تلاوت قرآن کریم اُن کا وطیرہ تھا۔ خدائی عبادت میں بجز ضروریات ملکداری کے مشغول رہتے تھے اب سچ تو یہ ہے کہ غزوات اور فتوحات ختم ہو چکی۔ اور تقسیم اموال غنائم منقطع۔ آپ کی فیاضی کے باعث آپ کا لقب غنی پڑ گیا تھا۔ اور آپ نے ہزارہا روپے اپنے رفقا میں تقسیم کر دیئے تھے۔ پھر بھی آپ کے گھر میں بے شمار مال پایا گیا۔ جو مخالفوں نے لوٹا اور اس مال کا بہت سا حصہ ایسا تھا۔ جو آپ نے خیراتی کاموں کے لئے علیحدہ جمع کر رکھا تھا۔

آپ کی خلافت اسی طرح واقع ہوئی جس طرح سے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سفینہ مولی رسول اللہ صلعم بیان کرتا ہے۔ کہ جس وقت آنحضرت صلعم مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے اور مسجد کی تعمیر فرمائی تو ایک پتھر آنحضرت صلعم نے اپنے دست مبارک سے مسجد کی بنیاد میں رکھا۔ پھر حضرت ابوبکر رض کو فرمایا کہ تم اپنا پتھر میرے پتھر کے پاس رکھو۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ تم اپنا پتھر حضرت ابوبکر رض کے پتھر کے پاس رکھو۔ اور پھر حضرت عثمان رض کو فرمایا۔ کہ تم اپنا پتھر حضرت عمر فاروق رض کے پتھر کے پاس رکھو۔ پھر

اسی ترتیب سے خلافت یکے بعد دیگرے علے تناسب ترتیب الحجر پہلے حضرت ابوبکر رض
خلیفہ ہوئے پھر حضرت عمر فاروق رض۔ اور پھر حضرت عثمان کو پہنچی۔

ذکر عمال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ

مکہ معظمہ میں حضرت عبداللہ ابن جعفر تھے۔ اور طائف میں حضرت قاسم بن ربیعہ ثقفی اور یمن میں حضرت یعلی بن منیہ بھی کہتے ہیں اور بصرہ میں عبداللہ بن عامر اور کوفہ میں حضرت موسی اشعری اور ملک شام میں امیر معاویہ بن سفیان اور حمص میں عبداللہ بن خالد اور فلسطین میں علقمہ بن حکیم۔ اور قرقیسیا میں جریر بن عبد البجلی اور آذربیجان میں اشعث بن قیس اور اصفہان میں صائب بن اقرع اور ہمدان میں اسید اور ری میں سعید بن قیس اور خراسان میں احنف بن قیس۔ یہ تمام آپ کے زیر حکومت عامل تھے ان کی طرف پروانجات اور ہدایات ملک داری اور ملک گیری تحریر ہوتی رہیں اور آپکے زمانہ میں بلخ تک فتوحات کا پتہ ملتا ہے چنانچہ حضرت احنف بن قیس کا بلخ سے واپس عرب کو ہونا اور بعد قطع منازل وطے مراحل بصرہ میں پہنچنا اس کی صداقت کا گواہ ہے۔

عثمان غنی کے قاضی اور کاتب و دربان وغیرہ

مدینہ منورہ کے قاضی حضرت زید بن ثابت تھے اور مکہ معظمہ میں قاضی ابوہریرہ رض اور ملک شام میں قاضی حضرت ابو درداء باقی جو عامل ہوتے تھے۔ اس منصب کو بھی کسی طرح سر انجام دے لیتے تھے۔ کاتب آپ کا مروان بن الحکم ہے۔ اور

دربان افکان حمران غلام اور صاحب شرط عبداللہ بن مجید سہمی اور محاضرات میں کہا ہے۔ کہ ابن قنفذ تیمی تھا۔ نقش خاتم آمنت باللہ مخلصاً۔

نورالابصار و تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کی باعصمت بیوی چلائی کہ امیرالمومنین قتل ہوئے گو وہ بھی ہم مقتول تھی کہ حضرت عثمان غنی کے بچاؤ کے لئے جب اُس نے اپنا آپ خلیفہ پر ڈال دیا تھا اگر ایک غلام وہاں نہ ہوتا۔ کہ جس نے اُس کو وہاں سے علیحدہ کر دیا تھا۔ تو یقین تھا کہ وہ بھی اپنی سچی محبت کی داد لینے بے گناہ اور بزرگ خاوند کے ساتھ دیگر شہید ہو جاتی جواب اسکی نازک انگلیں مجروح دکھائی دے رہی ہیں۔ تو حسن اور حسین رضہ نے اندر جاکر دیکھا تو اُن کو مذبوح پایا۔ اور رونے لگے۔ اور یہ خبر حضرت علی رضہ اور حضرت طلحہ رضہ اور حضرت زبیر رضہ و حضرت سعید رضہ وغیرہ اکابر صحابہ کو پہنچی۔ سب کی عقل جاتی رہی۔ اور استرجاع کیا۔ اور حضرت علی رضہ نے حضرت حسنین کو اسی طرح کے سوال و جواب کئے جو اوپر لکھے گئے ہیں۔ . . . . . . اور لکھا ہے کہ حضرت ابوہریرہ بھی ہمراہ حضرت عثمان رضہ کے محصور تھے حضرت عثمان رضی اللہ نے ابوہریرہ کو کہا خدا کی قسم ہے تلوار نہ چلانا وہ تو میرا مارنا چاہتے ہیں۔ میں مومنین کو اپنی عزیز جان دیکر بچاؤں گا۔ اور دشمنوں کا کفارہ ہو جاؤنگا حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں میں نے اپنی تلوار پھینکدی۔ ابتک معلوم نہیں کہ وہ کدہر گئی۔ کعب بن مالک نے اس بارے میں کیا اچھا کہا ہے۔ ؎

وَكَفَّ يَدَيْهِ ثُمَّ اَغْلَقَ بَابَهٗ ۔۔۔ وَاَيْقَنَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِغَافِلِهٖ
وَقَالَ لِاَهْلِ الدَّارِ لَا تَقْتُلُوْهُمْ ۔۔۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْ كُلِّ امْرِءٍ لَمْ يُقَاتِلِهٖ

(ترجمہ) اُس نے (یعنے حضرت عثمان رضہ نے) ہاتھوں کو روک لیا اور دروازہ بند کر لیا اور وہ متیقن تھا کہ میرا مولا میرے حال سے غافل نہیں ہے۔ اور اپنے تمام گہر والوں کو کہہ دیا کہ لڑائی نہ کرنا۔ خدا ضرور درگذر اور معاف کرتا ہے اُن کو جو لڑائی نہیں کرتا

سب سے پہلے گہر میں حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ داخل ہوئے۔ اشتعال غصہ سے جب کہ عقل نہ رہا ہوا تھا اُس اپنے معمر بزرگ خلیفہ کی داڑھی پکڑی حضرت عثمان رضی نے فرمایا یا ابن اخی کہ میرے پیارے بھائی کے بیٹے یہہ وہ داڑھی ہے کہ تیرا باپ اُسکی بڑی عزت کرتا تھا۔ اور اکرام کرتا تھا۔ اُس کے سننے سے وہ شرماکر باہر چلے آئے۔ اور کہتے ہیں کہ یسار بن علیاص یا یسار بن عیاض اور سودان بن حمران نے تلواریں ماریں جن کی ضربات سے خون کی چھینٹیں اوڑ کر آیت فسیکفیکہم اللہ پر پڑیں

اور ایک روایت میں ہے کہ عمرو بن حمق نے سینہ بے کینہ پر بیٹھ کر اُس پیر سے یار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تلوار سے ذبح کیا۔ ابھی اس سے اُن کا غصہ فرو نہ ہوا کہ عمیر بن صابی نے اس کریم النفس خلیفہ کا پیٹ چاک کر دیا۔ یہانتک کہ آپ کی دو پسلیاں بھی ٹوٹ گئیں۔ تعیین قاتل اس کے سوا اور بھی قول ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی اُس دن صایم تھے۔ اور انہوں نے اُس رات کو دیکھا تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ تشریف لائے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں۔ تو صبر کر شب آیندہ کو تو ہمارے ساتھہ روزہ کھولیگا۔ صبح اُٹھہ کر بیس غلام آزاد کئے۔ اور آپ اسی دن شہید ہو گئے۔ بعد قتل ہنگامہ اُن کے خزانے میں ایک مقفل صندوق ملا۔ اُس کو کھولا اور اُس میں ایک اور ڈبیہ تھی۔ اسمیں کاغذ تھا جس پر یہہ عبارت تھی۔ ھذا وصیۃ عثمان بن عفان یشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ویشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ وان الجنۃ حق وان النار حق وان اللہ یبعث من فی القبور لیوم لاریب فیہ ان اللہ لا یخلف المیعاد علیہا نحیا وعلیہا نموت وعلیہا نبعث ان شاء اللہ تعالی من الآمنین برحمۃ اللہ انتھے۔

(ترجمہ) یہہ عثمان بن عفان کی وصیت ہے جو گواہی دیتا ہے۔ کہ کوئی معبود نہیں سوا اُس اللہ کے

کے جو اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور یقینا وہ گواہی دیتا ہے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور بہشت و دوزخ اور قبروں سے قیامت کے دن اُٹھنا۔ خدائی وعدے خلاف نہیں ہوتے یہ سب سچ ہے۔ اس اعتقاد پر ہم زندہ ہیں۔ اور اسی پر مرینگے۔ اور اسی پر قبروں سے اُٹھیں گے۔ انشاءاللہ خدائی رحمت کے ذریعہ سے ہم امن میں ہونگے۔

اس کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے موعظت حسنہ اور اخیری خطبہ لکھ کر ہم اُن کی اولاد ازواج کا ذکر کریں تاکہ آپ کے تمام حالات پر ناظرین کو بطور مالا یدرک کلہ فما لا یترک کلہ واقفی حاصل ہوجاوے اور عام مخلوقات کو ان کلمات طیبات پر خداوند کریم توفیق عمل رفیق فرماوے ÷ ؎

این آرزوئے من چہ خوش ست تو بدیں آرزو مرا برسان

حضرت عثمان بن عفان کے چند کلمات موعظت

(۱) غم آخرت دل میں ایک نور ہے۔ اور غم دنیا دل میں ایک اندھیرا ہے

(۲) تارک دنیا خدا کا دوست ہے۔ اور گناہوں کا تارک فرشتوں کا پیارا ہے جس نے طمع سے کنارہ کیا۔ وہ اہل دنیا کا محبوب ہوگیا۔

(۳) چار چیزیں ہیں جنکو ظاہرا دیکھو تو اُنکی ایک خوبی ہے۔ اور حقیقت میں وہ چاروں ہی فرض ہیں۔

(اول) نیکوں سے ملنا۔ ایک خوبی ہے اور اُن کی اتباع علی الاصلاح فرض ہے ذریعہ ہے

(دوم) قرآن شریف کا پڑھنا۔ ایک خوبی ہے۔ اور اسپر عمل کرنا عین فرض ہے

(سوم) بیمار پرسی کرنا ایک خوبی ہے۔ اور مریض سے وصیت لینی فرض ہے

چہارم۔ قبروں کی زیارت ایک خوبی ہے۔ اور وہاں جانے کے لئے تیار رہنا فرض ہے۔

(۴) میں خدا کی بندگی کا اقرار چار باتوں سے پاتا ہوں۔
اوّل خدا کے فرائض ادا کرنے سے
دوسرا خدا کی منہیات سے پرہیز کرنے سے
تیسرا نیک کام جتنے ہیں اُن کا ثواب مالک الملک عطا کریگا۔ اور اُن کی نیک پاداش دیگا۔
چوتھے۔ خدا کے غضب سے ڈر کر برے کاموں کو ترک کر دینے سے۔

(۵) جو شخص متدین اور دیندار ہے اُس کو چھ قسم کے خوف ہوتے ہیں
اوّل خوف خدا کا ہر وقت اُسے خیال رہتا ہے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنے مولا کی بے فرمانی کرنے سے ایمان نہ ضایع ہو جاوے۔
دوسرا ڈر ہے کہ کراماً کاتبین جو دو فرشتے اعمال و نیک و بد کے محرر ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی میرا ایسا عمل نہ لکھ لیں جس کی وجہ سے قیامت میں ذلت اور خواری دیکھوں
تیسرا۔ خوف شیطان کا کہ کہیں وہ موقعہ پاکر اس کے عمل کو حبط اور باطل نہ کر دے
چہارم ملک الموت کا خوف کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اُس کی جان قبض کر دے ابھی اُس نے توبہ نہ کی ہو اور نہ ہی اعمال صالحہ کی اُس کو توفیق ملی ہو۔
پنجم خوف دنیا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا ہی عاشق بنا کر غم آخرت دل سے محو کر دے۔
ششم۔ اپنے اہل و عیال کا ڈر کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی طرف مائل کر کے خدا کی عبادت سے غافل بنا وے۔

(۶) متقی (جو خدا کا دوست ہوتا ہے) اُس کے پانچ نشان ہوتے ہیں۔

اول ایسے شخص کی مجلس سے دین اور ایمان درست اور ترقی پذیر ہو - دوم اپنی زبان
اور سرمگاہ کو قابو میں رکھنے (سوم) دنیا کی خوشی اور ثروت اپنے لئے وبال جان
سمجھنا (چہارم) شبہات کے خوف سے حلال چیزوں سے بھی پیٹ نہ بھرنا - (پنجم)
یہہ خیال کہ تمام دنیا کو نجات ملگئی بس ایک میں ہی ہوں جو ہلاکت کا سامنا کرتا ہوں
(۷) میں اس شخص سے نہایت ہی تعجب کرتا ہوں جو جانتا ہے - کہ مجھے مرنا ہے اور پھر وہ
ہنسی اڑاتا ہے - اور جو جانتا ہے کہ دنیا فانی ہے پھر اس سے دل لگاتا ہے - اور جو جانتا
ہے کہ دوزخ برحق ہے پھر وہ گناہ کرتا ہے اور جو وہ اس منتہی مطلق ذوالجلال خدا کا قایل ہے
اور پھر دوسروں کا ذکر کرتا ہے - اور جو اس بات کو جانتا ہے کہ بہشت بھی کوئی چیز ہے
پھر وہ دنیاوی تعیش و آرام میں پڑ جاتا ہے - اور جو اس بات کو جانتا ہے کہ شیطان اس کا
دشمن ہے اور پھر اس کے کہنے پر قدم مارتا ہے - اور جو تقدیر کو مانتا ہے اور پھر کسی بات
کے فوت ہو جانے پر اظہار رنج کرتا ہے - اور جو جانتا ہے کہ قیامت کے دن حساب دینا
پڑیگا - پھر مال جمع کرتا ہے -
(۸) عارف (باللہ) کے یہہ نشانات ہوتے ہیں (۱) دل میں رجاء خوف اور زبان پر
الٰہی حمد اور تعریف (۲) آنکھوں میں گریہ اور خیالوں میں ترک دنیا و رضا بالقضا
(۹) میں دنیا میں تین باتوں کو پسند کرتا ہوں - بھوکوں کو کھانا کھلانے اور ننگوں کو
کپڑا پہنانے کو اور قرآن شریف کی تعلیم و تعلیم کو -
(۱۰) دنیا میں دس چیزیں ہیں جو بالکل نکمی ہیں -
پہلے وہ عالم جس سے کوئی مسئلہ نہ پوچھا جائے (اور نہ وہ بتائے) دوسرے وہ علم جو بے عمل
ہو - تیسرا وہ اوزار جو مستعمل نہ ہو - اور کام نہ لایا جاوے - چوتھے وہ رائے صائب جو
قبول نہ کیا جاوے - پانچویں وہ مال جو خرچ نہ کیا جاوے - چھٹے ایسی مسجد جس میں نماز
نہ پڑی جاوے - ساتویں وہ علم جس کی ترغیب کی آرزو میں دنیا کے کمانے کا نشانہ

آٹھویں وہ قرآن جس کی تلاوت نہ کی جاوے۔ (اور نہ اس پر عمل کیا جاوے) نانویں
وہ سواری جس پر سوار نہ ہوا جاوے۔ دسویں وہ طوالت عمر جس میں سامان آخرت
نہ مہیا کیا جاوے۔

اب خطبہ اخیری جو آپ نے پڑھا وہ یہ ہے۔ اما بعد ایھا الناس ان اللہ
انما اعطاکم الدنیا لتطلبوا بھا الاخرۃ فلم یعطکموھا لترکنوا الیھا
ان الدنیا یفنی والاخرۃ تبقی لا یبطرنکم الفانیۃ ولا تشغلکم عن الباقیۃ
اثروا ما یبقی علی ما یفنی فان الدنیا منقطعۃ وان المصیر الی اللہ
اتقوا اللہ فان تقواہ جنۃ من باسہ و وسیلۃ عندہ واحذروا من اللہ
الغیر والزموا جماعتکم واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف
بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ (ترجمہ) بعد حمد و صلوٰۃ اے لوگو خدا
تعالےٰ نے دنیا تم کو اسلئے دی ہے کہ تم اس سے آخرت حاصل کرو۔ نہ کہ تم اسی
کی طرف جھک جاؤ۔ تمہیں یقیناً سمجھ لینا چاہئے کہ دنیا فناہ ہو جاویگی۔ اور آخرت
ہمیشہ رہے گی۔ تم (بیوفا) فانی چیز (دنیا) پر مغرور نہ ہو جاؤ۔ وہ تم کو باقی چیز (آخرت)
سے اپنی طرف مشغول کردے۔ تم کو لازم ہے کہ بقا کو فنا پر اختیار کرو۔ پس یقیناً
(یاد رکھو) کہ دنیا منقطع ہو جانیوالی ہے۔ اور تم سب خدا کی طرف پھیرے جاؤگے
اور خدا سے ڈرو کیونکہ اس (ذوالجلال) خدا تعالےٰ کے عذاب سے یہی ڈرنا
بچا سکتا ہے۔ اور اس کی ڈھال ہے اور یہی اس کے تقرب کا وسیلہ ہے اور
اس خدا غیور کی غیرت سے ڈرو اور اپنی اسلامی جماعت کو لازم پکڑو۔
اور خدائی انعام کو یاد کرو۔ جو تم پر کیا گیا۔ جب کہ کینہ توزی اور عداوت
تمہارے سینوں میں گھر کر گئی تھی۔ پس اس (ودود) خدا نے تم میں الفت
ڈالدی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ تم آپس میں اس کی نعمت سے بھائی ہو گئے

یہہ اخیری کلمات طیبات ہیں جو خلیفۂ ثالث کی زبان مبارک سے نکلے - اور پہر آپ نے کوئی خطبہ نہیں پڑھا - مناسب یہی ہے کہ ہم بہی ذوالنورین کواہی ذوالنورین رضی اللہ تعالے عنہ کے اخیری کلمات پرختم کریں - اور اُن کے متعلقات کا بہی ذکر ہدیۂ ناظرین کردیں تاکہ مزید بصیرت کا باعث ہو -

ذکر اولاد وغیرہ میں

حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالے عنہ کے نو پسر سات دختر تہے عبداللہ اصغر اُن کی ماں رقیہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم - اور بعض نے کہا ہے فاختہ بنت غزوان یہہ صغیر سن میں ہی فوت ہو گئے تہے چہہ سال کے تہے - کہ ایک مرغ نے اُن کی آنکہہ میں چونچ ماری تہی اُس سے بیمار پڑے - اور انتقال کیا - دوم عبداللہ اکبر یہہ بڑے تہے عمر میں اور ان کی اولاد بہت بڑہی تہی - مقام منے میں ان کا انتقال ہوا - سوم - ابان مکنی با بو سعید یہہ منجملہ حدیث کے راوی تہے حرب جمل میں ہمراہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا حاضر ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے
یہی بھاگے۔ اور شکست کھائی۔ یہہ ابرص بقول اصمعی تھے۔ ایام عبدالملک
بن مروان میں والی مدینہ رہے۔ اور خلافت یزید بن عبداللہ میں مرے
ان کی اولاد بہت ہے اور اندلس میں ہے۔ چہارم خالد ان کے اور ان
کی والدہ کے ہاتھ میں وہ مصحف تھا جبیر عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کا خون
ٹپکا تھا۔ ایک دابہ نے انکو لات ماری اس سے وہ زمانہ خلافت باپ ہی میں
فوت ہو گئے انکو کبیر ہی کہتے ہیں۔ پنجم عمران کی ہی نسل بہت ہے۔ ان کی ماں
بنت جندب قبیلہ ازد کی تھی۔ ششم وہفتم سعید و ولید ان دونوں کی ماں فاطمہ
بنت ولید تھی۔ سعید کنیت ابی عثمان تھے۔ معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان کو
خراسان کا والی کر دیا تھا۔ اسی جگہ پر مارے گئے۔ یہہ معاویہ رض کی طرف
سے وہاں پر حاکم تھے۔ ہشتم عبدالملک یہہ بچپن میں فوت ہو گئے۔ ملیکہ
ام البنین عیینہ بن حصن فزاری تھی۔ نہم کا ذکر مذکور نہیں۔

لڑکیوں کا مجمل رکھنا ہی کافی ہے۔ اب وہ لوگ جنہوں نے حضرت عثمان
رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر چڑھائی کی تھی۔ بہت سے ان میں سے مجنون ہو گئے۔
حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں یہہ اول فتنہ تھا اور آخر فتنہ فتنہ المسیح
ہوگا۔ جس کسی کے دل میں برابر دانہ رائی کے بھی محبت قتل عثمان رضی اللہ تعالےٰ
عنہ کی ہوگی۔ وہ تابع دجال ہو جاویگا۔

تذکرہ میں ابو قلابہ سے مروی ہے کہ میں شام میں ہمراہ دوستوں کے
تھا میں نے ایک آدمی کو کہتے سنا ہے۔ واویلا من النار میں نے جا کر دیکھا ایک
مرد ہے۔ دونوں ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے۔ اندھا ہے۔ اور اوندھا پڑا ہوا
ہے اور یہہ چلا رہا ہے میں نے پاس جا کر پوچھا تیرا حال یہہ کیوں ہے اس نے

کہا میں بھی ایک اُن میں سے ہوں جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قتل کرنے کے لئے داخل دارِ عثمان ہوئے تھے۔ جب میں عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس گیا اُن کی بیوی چلائی۔ میں نے اُس کو ایک طمانچہ مارا۔ اُسوقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا مالك قطع اللہ يداك ورجليك واعمى عينك وادخلك النار مجھ کو تن پر سخت لرزہ پڑا اور میں بھاگا اور اب اُن کی دعا کا اثر دیکھ رہا ہوں کہ میرے ہاتھ اور پاؤں کٹ گئے اور آنکھیں اندھی ہو گئیں۔ اب باقی آگ رہ گئی ہے۔ میں نے اعوذ پڑھا۔ اسی طرح ہر ایک آدمی عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قاتلوں سے مختلف عذابوں میں مبتلا ہو کر راہ ملک بقا ہوئے۔ اللہ تعالےٰ ہم کو اپنی محبت اور اپنے پیاروں کی محبت میں ثابت قدم رکھ کر ہمراہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رحمت کے جوار میں جگہ دے اور اپنے دیدار سے محظوظ کرے آمین ثم آمین الحمد للہ رب العالمین ۔ والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین ؀

798

صدیق اکبرؓ } جناب رسولخدا صلعم کے پہلے خلیفہ دنیائے اسلام کے آدم ثانی کی سوانح عمری دیکھنی ہو تو کتاب صدیق اکبر منگالیں۔ آپ کا دل باغ باغ ہوجائیگا۔ قیمت فی جلد . . . . عہ

سیرت الفاروق } حجم ۳۲۰ صفحہ۔ حضرت فاروق اعظم جناب رسولخدا صلعم کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ آں حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی زبان پر حق بولتا ہے اور شیطان ان کے سایہ سے بھاگتا ہے دنیائے اسلام میں جسقدر فتوحات حضرت فاروق اعظم نے کئے دنیا کے کسی فاتح میں اسکی نظیر نہیں ملسکتی آپکے حالات بابرکات دیکھنے ہوں تو فاروق اعظم منگالیں۔ قیمت فی جلد . . . . . ۱۲؍ مجلد

حیات صلاح الدین } یعنی سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری یہ کتاب مولوی سراج الدین احمد مؤلف سیرۃ الفاروق و ایڈیٹر چودھویں صدی کی تالیف سے ہے۔ اس کتاب کی تقریبًا اڑھائی سو صفحہ ہیں۔ جن میں قریبًا ۸۰ صفحہ پر ایک دیباچہ ہے جس میں کروسیڈ صلیبی لڑائیونکی ایک مختصر مگر نہایت دلچسپ اور ضروری تاریخ لکھدی گئی ہے۔ بلکہ اسلامی تاریخ کی دو صدیوں کا ایک آئینہ ہے۔ شروع دیباچہ میں اسلامی تاریخ کے گذشتہ پانسو برسوں کا ایک اجمالی حال دکھلایا گیا ہے اور صلیبی لڑائیوں کے آغاز کیوقت جو کیفیت عیسائی اور اسلامی دنیا کی تھی وہ اسی دیباچہ میں صاف دکھادی ہے سلطان صلاح الدین اسلامی دنیا کا ایک بزرگ اور مشہور نامور ہے۔ جسنے تن تنہا تمام یورپ کے مجموعہ کو روک کر نہ صرف بیت المقدس اور شام اور بغداد اور مصر کی خلافتوں کو بلکہ تمام ایشیا کو یوروپ کے ہاتھوں میں پڑجانے سے بچالیا۔ بیت المال کو صرف فتح ہی نہیں کیا۔ بلکہ افواج یوروپ کے سیلاب کے مقابلہ میں محفوظ رکھا۔ صرف ایشیا میں نہیں بلکہ تمام یوروپ میں اسکی بزرگی اور ناموری تسلیم کیگئی ہے۔ سلاطین دنیا میں سے کسیکی کبھی نہیں کی گئی۔ سلطان صلاح الدین کے حالات صرف اسواسطے پڑھنے کے قابل نہیں ہیں کہ وہ ایک نامور شخص کے حالات ہیں بلکہ وہ ایک آئینہ ہے جسمیں عیسائی اور اسلامی دنیا کے اوصاف وخصائص اور عیوب ایک ایسے وقت میں جبکہ وہ دینی ترقیات کے اختیار سے ایکدوسرے سے قریب تھے۔ صاف نظر آتے ہیں اور دونوں قوموں کی اصلی اور اخلاقی حالات کے درمیان ایک نگاہ میں فیصلہ ہوجاتا ہے۔ کہ اسلامیونکو خدا نے باقی دنیا پر کیسے کیسے شرف اور فضائل عطا کئے ہیں [illegible] کتاب کے اندر ہے وہ ایک مختصر اشتہار میں دکھایا نہیں جاسکتا۔ اسمیں پڑھنے کے واسطے بہت سا مفید اور ضروری اور دلچسپ مواد ہے۔ اور کتاب نہایت محنت سے لکھی گئی ہے۔ اور نہایت خوشخط اور عمدہ اہتمام سے چھپوائی گئی ہے۔ قیمت فی جلد . . . . . عہ

سوانح عمری حضرت علیؓ } یہ سوانح عمری ۹۰۰ صفحہ کی قریب ہے۔ بڑی ضخیم کتاب ہے دنیا کے تمام سیر تفاسیر حدیث کی کتابوں کی ورق گردانی کرکے یہ کتاب تیار کی گئی ہے اسمیں حضرت علی رضؓ کے تمام جزو وکل حالات مندرج ہیں۔ قیمت فی جلد . . . . . للعہ